جانِ تغزل

غزل انتخاب دسمبر ۲۰۲۲ء

گل بخشالوی

جانِ تغزل

غزل انتخاب دسمبر۲۰۲۲ء

تالیف،، گل بخشالوی

غزل انتخاب	جانِ تغزل
تالیف	گل بخشالوی
سن اشاعت	دسمبر ۲۰۲۲ء
سرورق ،	گرافک لنک لاہور
قیمت ،	دعا برائے حیات، بعد از وفات
اہتمامِ اشاعت	قلم قافلہ کھاریاں (پاکستان)

رابطہ

کاشانہء علم وادب، بخشالی منزل کھاریاں شہر

ضلع گجرات پنجاب (پاکستان)

+92 302 568 2786

gulbakhshalvi @gmail.com

Qalam Qafla/Facebook.com

انتساب

استادِ محترم

سلطان سکون

کے نام

جب طلب ہو تو برستی نہیں اک پل بارش
خود جو برسے تو برستی ہے مسلسل بارش
بھیگ جاؤ گے ٹھہر جاؤ ابھی جانِ سکون
تھم تو لینے دو مرے اشکوں کی پاگل بارش

سلطان سکون

غزل انتخاب جانِ تغزل ۲۰۲۲ء

شریکِ انتخاب سخنوران جہاں

اداریہ ،، ،فیروز ناطق خسرو

مضمون، ،، پروفیسر ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم

اپنی بات ،،گل بخشالوی

آصف ثاقب ،،آفتاب عالم ،، احمد حنیف جامی ،، احمد حجازی ،، احمد محمود الزمان ،،پروفیسر اختر چیمہ ،، پروفیسر ارشد شاہین ،، ارم ناز ،، ڈاکٹر ارشاد خان ،، اسما صبا خواج ،، اسد اللہ امواوی ،، اشہر اشرف ،، اشفاق چترانوی ،، اعظم کمال ،، اعجاز عزائی ،، اعظم سہیل ہارون ،، افضل ہزاروی ،، افتخار شاہد ابو سعد ،، افتخار راغب ،، اکرام الحق ،، ڈاکٹر امجد علی ،، امن علی امن ،، امین عاصم ،،امین بابر ،،امتیاز انجم ،، امتیاز ایوب امتیاز ،، انعام الحق معصوم صابری ،، انجم عثمان ،، انجم جاوید ،، ایلزابتھ مونا ،، ایوب بیگ بنگش ،، ایم اے گلشن ،، ایس انجم در بھنگوی ،، ایس ایم تقی حسین ،، اے آر ساغر ،، اویس انجم،، ڈاکٹر اسحاق وردگ،،اقبال طارق،،اقبال وارثی،،ڈاکٹر اظہر کمال،، پروفیسر اشفاق شاہین ،، انصر رشید انصر ،،سید انیس جعفری ،،احمد علی برقی ،، بختیار احمد ،، بی اے ندیم ،، بلند اقبال،، تاثیر جعفری ،، تنویر پھول ،، تجمل حسین زاہد ،، تسنیم صنم ،، توقیر سید ،، ثمینہ گل ،، جمال زیدی ،، جابر نظامی ،، ڈاکٹر جنید آرزو ،، سید حبدار قائم ،، حسیب جمال ،، خان حسنین عاقب ،، ڈاکٹر خاور چوہدری ،، خالد محمود چوہدری خادم حسین خاکسار ،، خورشید انجم پوری ،، خرم شاہ ،، خلیق الزماں نصرت ،،خورشید ازہر ،، دانش کمال دانش ،، دلشاد احمد ،، دانش حبیب دانش ،،

ذوالفقار احسن،، ذیشان علی عکس،، راحت سرحدی،، راشد منصور راشد،، رانا افتخار احمد ثاقب ،، رشید آفرین ،، ریاض احمد ندیم ریشما طلعت شبنم ،، رحمان امجد مراد ،، رخسانہ سحر ،، روبینہ ممتاز روبی ،، ریاض ساغر ،، رفیق لودھی ،، زاہد انجم ،، زین علی آصف ،، زبیر حسن شیخ ،، ڈاکٹر زرقا نسیم غالب ،، زین العابدین ،، سلطان سکون ،، سلیم یاور ،، سالم عظیم ،، سیدہ سعدیہ فتح ،، پروفیسر سبین یونس ،، شاہنواز سواتی ،، شاہ روم خان ولی ،، ڈاکٹر شاکر کنڈان ،، شاہد بخاری ،، شبیر نازش ،، شفیق مراد ،، سید شہاب الدین ،، شہزاد تابش ،، شکیل ابن شرف ،، شوکت محمود شوکت ،، ڈاکٹر شفیق آصف ،، شفقت عاصمی ،، شہناز مزمل شہناز یاسمین شازی ،، شفیق رائے پوری ،، شیرین گل رانا ،، شہزاد بیگ ،، شمشاد سرائی ،، شیراز انجم صارم ملک ،، صبا عالم شاہ ،، صدام حسین نازاں ،، صفدر ہمدانی ،، صدیق راز ایڈووکیٹ ،،طاہر حنفی

طاہر اکرام رما طارق سحا ،، ظفر قاسمی ،، ظہیر احمد مغل ،، عاکف غنی ،، عامر شریف ،، عاصم عاصی عابد علی خاکسار ،، عابد علیم سہو ،، عامر عباس ناصر اعوان ،، علی شیدا ،، عائشہ خضر خاکسار ،، عبدالعزیز عزیز ،، عبدالوحید بسمل ،، عبداللہ باصر،، عزیر حمزہ پوری ،، عتیق احمد ،، ڈاکٹر عمر قیاز قائل عروج زیب،، عائشہ بیگ عاشی ،، عابدہ شیخ ،، عظیم انصاری ،، عبیداللہ نزاکت ،، پروفیسر غلام مجتبیٰ ،، غضنفر عباس قیصر فاروقی ،، فیروز ناطق خسرو ،، فطین اشرف صدیقی ،، فخر یاسین بلوچ ،، فریدہ انجم ڈاکٹر فرزانہ فرحت ،، فرزانہ جبار ،، فیصل مضطر ،، کاشف علی کاشف ،،کرامت بخاری ،، کاظم شیرازی سید کامران زبیر کامی ،، کلیم اللہ کلیم ،، گل بخشالوی ،، مجید امبر ،، مراد ساحل ،، مشتاق دربھنگوی مشتاق شمشی ،، م سرور پنڈولوی ،، مشیر احمد مشیر ،، م عین لاڈلا ،، معراج انور قدیری،، ڈاکٹر محبوب کاشمیری ،، محسن دوست ،، محسن باعشن حسرت ،، مکرم حسین اعوان ،، مقدس طاہرہ محمد ازہر نفیس ،، محمد انیس انصاری ،، ڈاکٹر محمد اشرف کمال ،، محمد زبیر ساہی ،، محمد علی ایاز،، محمد ضیاء شاہد محمد ضیاءاللہ انصاری ،، محمد خلیل الرحمان ،، محمد عدیل شیرازی ،، پروفیسر محمد علی سوز ،، پروفیسر منور ہاشمی ڈاکٹر منور احمد کنڈے ،، ڈاکٹر ممتاز منور ،، منظور احمد بزمی ،، منزہ سحر ،،سید محمد طاہر شاہ ،، پروفیسر مقبول احمد مقبول ،، ڈاکٹر محمد افضل راز، ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ،،محمد کلیم ضیاء ،، نادرہ ناز ،، ناصر علی سید ،، نثار وسیم ،، پروفیسر نواب نقوی ،، نزہت جہاں ناز ،، نفیسہ حیا ،، نعیم رسول ،، نواز شاہی،، ندا عارفی ،، نیلم بھٹی ،، نیلما ناہید درانی

نصیر احمد عادل ،، نعمان حیدر حامی ،،نذر فاطمی ،، ڈاکٹر نجمہ شاہین کھوسہ ،، نیئر سرحدی ،،، پروفیسر وکٹوریہ پیٹرک امرت ،، و ،پ، عصیم صلیبی ،،ڈاکٹر یونس خیال ،، پروفیسر ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم ،، پروفیسر حماد خان،، رضوانہ رضی ،،

آخری صفحات پر

نعت انتخاب ،۲۰۲۲ ---- معراجِ سخن

الفاظ کی گل پاشی

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم ،، آصف ثاقب ،، راحت سرحدی ،،
محسن باعشن حسرت ،، غضنفر عباس قیصر فاروقی ،،تنویر پھول

☆☆☆☆

سوائے ربِ کعبہ کے تو رازق در نہیں ہوتا
جو جھک جائے کسی دہلیز پر وہ سر نہیں ہوتا
بدن پر بھوک ہو جس کی نگاہوں میں تمنا ہو
وہ اپنے شہر میں زردار کا دلبر نہیں ہوتا

گل بخشالوی

"اداریہ"

فیروز ناطق خسرو (کراچی)

گل بداماں"

کیا کوئی تنہا شخص ایک ادارے جتنا کام کرسکتا ہے۔۔اکثر یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے اور پھر جواب بھی خود ذہن ہی دیتا ہے۔یقیناً" اگر لگن اور خلوصِ نیت شامل ہو۔تاریخ میں بہت سے ایسے نام آج بھی چمکتے دمکتے ہیں جنھوں نے نہ وقت دیکھا نہ جگہ۔قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں لیکن اپنے کام سے منہ نہ موڑا۔ان ہی میں ایک نام عہدِ حاضر کے شاعر، ادیب، مصنف اور مولف جناب گل بخشالوی کا بھی ہے۔یہ شخص جس کی مادری زبان پشتو ہے کسی اہلِ زبان سے زیادہ اردو سے محبت اور اس کی خدمت میں ہمہ تن مصروف نظر آتا ہے۔مجھ جیسے لوگ چار پیسے جمع ہو جائیں تو اپنی کتاب شائع کروانے لگتے ہیں لیکن ہمارے گل صاحب اردو ادب کی خوشبو دور دور تک پہنچانے میں اپنا پیسہ اور وقت دونوں صرف کرتے رہتے ہیں۔ان کی سعادت مند اولاد بھی باپ کے اس شوق و لگن میں ساتھ ساتھ ہے۔

قلم قافلہ کھاریاں کے تحت 1984 سے کتابی سلسلہ جاری و ساری ہے۔اپنے محدود وسائل کے تحت پاکستان اور پاکستان کی قومی زبان اردو سے جنون کی حد تک محبت کا اظہار دفتاً" فوقتاً" ایک کتاب کی شکل میں قارئین تک منتقل ہوتا رہتا ہے۔گل بخشالوی سے میری غائبانہ ملاقات کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا لیکن اس گل بداماں

شخص نے ایسا گرویدہ کیا کہ انگلیوں پر گنے جانے والے دنوں کے تعلقات سے برسوں کی دوستی کی مہک آتی ہے۔گل صاحب یقیناً" بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔شعروادب سے والہانہ پیار، ادیبوں شاعروں سے محبت، ان کی تخلیقات کو شائع کرنا اور وہ بھی اپنی گرہ سے۔قوم ووطن کی خدمت کے جذبے کے ساتھ ساتھ کشمیر سے عقیدت کی حد تک الفت ان کی شخصیت کی نمایاں خصوصیات میں شامل ہیں۔ان سب کے علاوہ گل بخشالوی میں ایک بڑی خوبی اور ہے، جس نے گل صاحب کو گل بخشالوی بنایا وہ ہے انکساری۔۔غرور وتکبر انسان کی صلاحیتوں کے لیے زہرِ ہلاہل ہے۔

گل بخشالوی ہمہ تن روز وشب شعروادب کی حقیقی معنوں میں خدمت انجام دے رہے ہیں لیکن اپنے کام اور انعام کے لیے اس شخص نے نہ تو کبھی کوئی بیک ڈور چینل استعمال کیا نہ ہی اپنے مقام ومرتبے کے حوالے سے بہ زعمِ خود کوئی دعویٰ کیا۔یہی انکساری اور عاجزی اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہے جب ہی تو یہ محبتیں بانٹنے والا شخص آج سب کو عزیز ہے۔مجھے امید ہے کہ گل بخشالوی کی مرتب کردہ غزل انتخاب ''جانِ تغزل'' بھی سابقہ کتابوں کی طرح اہل ادب سے خراجِ تحسین حاصل کرے گی۔ان شاءاللہ۔

07¡09¡2022

گل بخشالوی کا انتخاب ''جانِ تغزل''

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم
(سرگودھا)

غزل کی اساس تغزل ہے، شاعری کی معراج غزل ہے۔ گل بخشالوی اپنی ذات میں جانِ تغزل ہیں۔ دکھ وہ مظہر ہے جو رشتوں کی بنیاد قائم رکھتا ہے۔ گل بخشالوی جدید و قدیم رنگوں میں شعری سانچے تخلیق کرتے ہیں۔ وہ تنہا محوِ پرواز رہنے کے بجائے دوستوں کو شاعری کے پَروں پر بیٹھا کر دنیائے اَدب کی سیر کرواتے ہیں۔ اُنھوں نے خود کو علم واَدب کی آبیاری کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ کورونا اور ڈینگی ایسے مضر ماحول میں بھی وہ کسی نقطے پر ایک لمحے آرام کے لیے نہیں رکے۔ اُن کے ہاں زندگی گمان نہیں بل کہ حقیقت ہے۔ وہ لفظوں کی ہجرت پر یقین رکھتے ہیں۔ خیال آفرینی اُن کا ایک ایسا وصف ہے جس نے شاعروں، ادیبوں کے قبیلے کو ایک سائبان تلے لا کھڑا کیا ہے۔ اہلِ قلم سے مستقل رابطہ، اُن کی تخلیقات سے جان کاری، دوستوں سے یاد اللہ اور سچائی کی تلاش گل بخشالوی کی زندگی کا مقصد ہے۔ اُن کا فلسفۂ حیات میرے مرشد ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی طرح مقصدیت کا فروغ ہے۔ اُنھوں نے تخلیق کاروں کو ایک لڑی میں پرونے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا ہے۔ اُن کی ذات ہفت آئینے رکھتی ہے جن میں دوستوں کی خوبیاں نظر آتی ہیں۔ وہ نئی جہات اور منفرد تخلیقی شہ پاروں کو یکجا کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ محبت اُن کی شخصیت کا طرۂ امتیاز ہے۔ عجز و انکساری اُن کی کامیابی کا اہم جزو ہے۔ وہ دوستوں کے دل میں جھانکتے ہیں اور اُن کی تخلیقات کو قرطاس وقلم کے ذریعے دوستوں تک پہنچاتے ہیں۔ نفسا نفسی کے اس دور میں ایسے لوگوں کا وجود بڑا غنیمت ہے جو اپنی ذات سے بالاتر ہو کر دوسروں کے کام آتے ہیں۔ اُن کا تازہ کارنامہ ''جانِ تغزل'' اِسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس نے غزل کو توانائی اور رعنائی عطا کی ہے۔

”جانِ تغزل“ ۲۰۲۲ء حاجی گل بخشالوی کی ایسی تالیف ہے جس میں پاکستان کے علاوہ بھارت، امریکہ، برطانیہ، ملائیشیا، قطر، آزاد کشمیر، فرانس، جرمنی، سویڈن اور جموں و کشمیر سے تعلق رکھنے والے تقریباً ۲۰۰ شعرا و شاعرات کا کلام بہار دکھا رہا ہے۔ رنگا رنگ کے غزلیاتی پھولوں نے ایک گلستاں سجا دیا ہے جس کی خوشبو خطۂ ختن کی طرح پُر کشش ہے۔ ایبٹ آباد کے بابائے اُدب سلطان سکون کی پُر سکون شخصیت اور کراچی کے فیروز ناطق خسرو کی سرپرستی نے قلم کافلہ کی اس کاوش کو مہمیز لگائی ہے۔ گل بخشالوی تصنیف و تالیف کے لیے کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے سے مالی اعانت حاصل نہیں کرتے بل کہ گھر پھونک تماشہ دیکھنے کے عادی ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں ایسے بے لوث کام پر انھیں اہلِ اُدب کی طرف سے تمغۂ امتیاز ملنا چاہیے۔

گل بخشالوی ادب میں ہمہ جہت خوبیوں کے حامل ہیں۔ ان کی شخصیت اور فکر و فن کے حوالے سے رسائل و جرائد میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ تمام شاعروں اور ادیبوں نے ان کی ادب کے لیے کی گئی خدمات کو خوب سراہا ہے۔ گل بخشالوی نے مزدور کی عظمت سے لے کر شاعروں اور ادیبوں کی فنی صلاحیتوں کے بارے میں گل صنوبر کی طرح لفظ معطر کیے ہیں۔ اصولِ فطرت ہے کہ جو شخص دوسروں کی خوبیوں کا اعتراف کرتا ہے اس کی صلاحیتوں کا بھی اعتراف کیا جاتا ہے۔ گل بخشالوی اپنی ذات میں ایک تحریک کا درجہ رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنے بارے میں ”تعارفی خاکہ“ میں لکھا ہے کہ:

”میں ۳۰ مئی ۱۹۵۲ء کو پیدا ہوا، والدین نے میری شناخت کے لیے میرا نام سبحان الدین رکھا اور گلشن ادب میں آج میری پہچان گل بخشالوی ہے گورنمنٹ ہائی سکول نوشہرہ میں آٹھویں جماعت تک باقاعدہ تعلیم حاصل کی میرے والد محترم اسرار الدین (مرحوم)، اے سی سینٹر نوشہرہ کے چونگی نمبر ۲ میں عبد الحکیم خان کے مال گودام میں ملازم تھے غربت کو میں نے سنا نہیں بل کہ انتہائی قریب سے دیکھا ہے۔

۱۹۶۵ء میں پاک فوج کی دادِ شجاعت پر میرا دل دھڑکنے لگا میں تعلیم ادھوری چھوڑ کر ۱۹۶۶ء میں وطن عزیز کا سپاہی بن گیا لیکن شعور کی پرواز کچھ اور تھی ذہن نے پاک فوج میں مزدور سپاہی اور افسر بادشاہ کے فرق کو تسلیم نہیں کیا۔ جون ۱۹۶۸ء میں پاکستان کے وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو نے ایوبی مارشل لاء کے خلاف تحریک جمہوریت کے علم بلند کر دیا تو مارشل لاء اور جمہوریت میں فرق کے احساس نے میرے شعور و فکر کو جھنجھوڑا میرے وجود میں لفظ کے رِدم میں کہنے کا جذبہ مچلنے لگا میں اس وقت کھاریاں چھاؤنی میں پاکستان فوج کا سپاہی تھا سخت پابندیوں کے باوجود میں کھاریاں شہر

میں جی ٹی روڈ پر کاروان جمہوریت کے قائد ذوالفقار علی بھٹو کے تاریخی استقبال کو دیکھنے چلا آیا۔۔۔۱۹۷۱ء کی جنگ سے پہلے پاک فوج کو میں نے خیر باد کہہ دیا اور واہ فیکٹری میں ملازمت اختیار کر لی واہ فیکٹری کے ہفت روزہ واہ کاریگر کے ایک شمارے میں استاد دامن کی ایک نظم شائع ہوئی تھی میں نے اس نظم کے جواب میں ایک مزاحیہ نظم کہی جو بغیر کسی سے اصلاح لیے ہفت روزہ کو دے دی اور وہ شائع ہو گئی یہ میری اردو کی پہلی نظم تھی واہ فیکٹری میں ملازمت کے دوران پرائیویٹ طور پر میٹرک کا امتحان ک پہلی پوزیشن میں پاس کیا تو حوصلہ ملا تو ایف کا پرائیویٹ امتحان دیا لیکن انگریزی میں تین نمبر کم ہونے کی وجہ سے فیل کر دیا گیا حالانکہ دوسرے تمام مضامین میں پہلی پوزیشن میں پاس تھا چوں کہ انگریزی نہ تو میری مادری زبان تھی نہ قومی اس لیے پاس نہ کر سکا اور میری خواہش کے باوجود میری تعلیم انگریزی کی وجہ سے ادھوری رہ گئی۔۱۹۷۶ء میں واہ فیکٹری میں ملازمت چھوڑ کر کھاریاں چلا آیا اور جورو کے بھائی گل محمد ساجن کے ساجن ہوٹل کا انتظام سنبھال لیا۔۱۹۸۲ء میں والد صاحب کے ساتھ حج کی سعادت سے سرفراز ہوا اور ۱۹۸۳ء میں کھاریاں شہر کی کھاری بستی میں پہلی ادبی تنظیم ”بزم گل“ تشکیل دی جو بعد میں قلم قافلہ بن گئی اس طرح اردو ادب سے میرا باقاعدہ رشتہ قائم ہو گیا۔“

یہ وہ حقائق ہیں جو گل بخشالوی نے خود اپنے تعارفی خاکہ میں لکھے ہیں کہ انھوں نے کس طرح محنت اور لگن کے ساتھ اردو ادب کی خدمت کی ہے۔انھوں نے تعلیم ادھوری چھوڑ کر ہوٹل کا انتظام وانصرام سنبھال لیا اور پھر اسی میں محنت کرتے رہے۔تاہم انھوں نے ادب سے اپنا رشتہ استوار کرنے کے لیے سخت محنت کرتے رہے۔گل بخشالوی نے ادب میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں کہ ان کی شخصیت کو دیکھ کر رشک آتا ہے کہ گل بخشالوی نے اپنی زندگی کے ایک طویل عرصہ ادب کے صرف کر دیا ہے اور اللہ پاک نے انھیں عزت واحترام کی وہ منزلیں عطا کر دی ہیں کہ اب ان پر تحقیقی مقالہ جات بھی لکھے جا رہے ہیں اور ان پر اہل قلم نہ صرف مضامین لکھ رہے ہیں بل کہ ان کے فکر وفن پر نہایت شاندار کتاب کی اشاعت بھی ہو گئی ہے۔عامر عثمان عادل نے ایک بڑے ادیب اور شاعر گل بخشالوی پر مختلف اہل قلم اور ناقدین کی آراء کو ایک کتاب ”اعتراف“ میں اکٹھا کر کے بہت بڑی علمی وادبی خدمت انجام دی ہے۔ گل بخشالوی نے کھاریاں میں ادبی تقریبات اور کل پاکستان مشاعروں کا سلسلہ شروع کیا اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

”سیاسی افق کی ممتاز شخصیات کی تشریف آوری کے ساتھ ساتھ دنیائے اردو ادب کی ممتاز شخصیات ادبی نشستوں او ربین الاضلاعی مشاعروں میں شرکت کے لیے آتے اور قیام کرتے ہیں۔جن میں ڈاکٹر وزیر آغا،انور مسعود اور احمد فراز

کے نام قابل ذکر ہیں۔ جناب احمد فراز نے قلم قافلہ کے زیر اہتمام قومی سطح کے دو مشاعروں کی صدارت کی چوں کہ میں نہ تو صاحب زبان ہوں اور نہ ہی غم روزگار اور خانگی غربت نے تعلیمی میدان میں مجھے آگے بڑھنے کا موقع دیا یوں مجھے مطالعہ کا وقت نہیں ملا اس لیے بس جو ذہن میں آیا دل نے تسلیم کیا کہہ دیا لکھ دیا کسی کی تنقید پر توجہ نہیں دی اور نہ ہی اپنی ذات کی توہین سمجھا۔"

گل بخشالوی نے نامساعد حالات میں محنت شاقہ سے کام لیا۔ وہ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو وطن عزیز سے غم روزگار کے سلسلہ میں سعودی عرب چلے گئے وہاں سے برطانیہ اور پھر امریکہ میں تین سال ایک جنرل سٹور سیون الیون پر ملازمت کرتے رہے اس دوران قلم و قرطاس رشتہ منقطع رہا۔ جب ان کے دونوں بیٹے شاہد بخشالوی اور امجد بخشالوی ساؤتھ افریقہ میں کاروبار کرنے لگے اور جب اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے تو انھوں نے اصرار کیا کہ وہ ملازمت چھوڑ کر پاکستان چلے جائیں اور اپنی مرضی سے زندگی گزاریں۔ گل بخشالوی نے قلم و قرطاس سے دوبارہ رشتہ جوڑا اور کئی کتابیں شائع کرنے لگے۔ اُن کے فکر و فن پر عامر عثمان عادل کی کتاب "اعتراف" بھی منظرِ عام پر آ چکی ہے۔ جس میں اُن کے فکر و فن پر مختلف محققین، ناقدین، مفسرین اور مفکرین کی آراء شامل ہیں۔ گل بخشالوی نہایت خوش قسمت ہیں کہ ان پر اس وقت کے اہم ترین شعرا، ادباء اور ناقدین نے لکھا ہے کہ جن کا ایک اک حرف قیمتی اور رائے مستند ہے میر افرمایا ہوا کے مصداق ہے۔ ان کے فکر و فن پر جن نابغہ روزگار ہستیوں نے لکھا ہے ان کے نام پڑھ کر آنکھیں ادب سے جھک جاتی ہیں

کراچی کے نامور تخلیق کار فیروز ناطق خسرو کا ابتدائیہ ادبی رنگ میں ڈھالا ہوا ہے۔ گل بخشالوی کی اپنی بات صرف اپنی نہیں بل کہ ہم سب کی نمائندہ تحریر ہے۔ ۲۰۰ شعراء کرام کا یکجا ہونا اُدب اتحاد کا مظہر ہے۔ چھوٹی بڑی بحور میں جھلملاتی غزلیں، گل بخشالوی کے انتخاب کی مظہر ہیں۔ "جانِ تغزل" میں شامل کلام احترامِ آدمیت کے چراغوں سے منور ہے۔ کثیر الموضوعات پر مشتمل یہ گلدستہ نظرِ بینا سے دیکھنے قابل ہے۔ گل بخشالوی نے "جانِ تغزل" اپنی مٹھی میں لے کر شاعروں، ادیبوں کو متحد کر دیا ہے۔ اس شعوری اور اُدبی خدمت پر گل بخشالوی میری خصوصی مبارک باد کے مستحق ہیں۔

اپنی بات

گلستانِ اردوادب کے قادرالکلام شعراء لکھتے ہیں کہ شاعری میں غزل شاعری کی روح اور شاعری کی آبرو ہے۔غزل کوغزل کا نام اس لئے دیا گیا ہے کہ عام طور پر غزل کا مزاج حسن وعشق اور یہ ہی غزل کا اصل موضوع ہوتا ہے، جانتے ہیں کہ زمانے کے ساتھ بدلتے حالات وواقعات کی تمام تر صورتِ حال کو پوری کرنے کے بعد غزل میں ہر طرح کے مضامین کو ادا کرنے کی بھی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔عام طور پر غزل میں شاعر وہ کچھ بیان کرتا ہے جو اس کے دل پر گذرتی ہے۔غزل خوبصورتی کا دوسرا نام ہے۔غزل کا اصل موضوع حسن وعشق ہے۔غزل میں شاعر خوبصورت لفظوں کا انتخاب کرتا ہے بشرطیکہ اسے لفظوں کے استعمال کا سلیقہ آتا ہو۔فی زمانہ غزل کے اندر وہ تمام موضوعات سموئے جارہے ہیں جو ہماری زندگی کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔غزل کے مطلع کے دونوں مصرعے ہم قافیہ وہم ردیف ہوتے ہیں بقیہ اشعار کے مصرعِ ثانی میں قافیہ ردیف کی پابندی کی جاتی ہے۔کبھی کبھی ردیف نہیں بھی ہوتی لیکن قافیہ کی پابندی لازمی ہے جبکہ آخری شعر جس میں تخلص استعمال ہوتا ہے مقطع کہلاتا ہے۔غزل کا ہر شعر ایک مستقل اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔کیونکہ اس کے ہر شعر میں الگ ہی مفہوم باندھا جاتا ہے۔بعض اوقات ایک پوری غزل بھی ایک مضمون پر مبنی ہوسکتی ہے۔غزل ایک بحر میں لکھی جاتی ہے۔ روایتی غزل میں تین اہم کردار خاص اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔جس میں عاشق،محبوب اور رقیب شامل ہیں۔ شاعر ہمیشہ اپنے محبوب کے حسن وجمال کی عکاسی کرتا نظر آتا ہے۔پھر اس کے بعد اپنے محبوب کے ظلم وستم پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔شاعر یہ تمام صورتِ حال ایک خاص ترتیب سے بیان کرتا ہے۔جیسے ایک شعر میں اگر محبوب کے حسن کی کیفیت بیان کردی جاتی ہے تو دوسرے شعر میں ظلم وستم اور تیسرے میں ہجر کا دکھ بیان کیا جاتا ہے۔اس طرح دل کے جذبات کا اظہار، ہجر ووصال کی کیفیت، شکایت زمانہ، تصوف اور حقیقت وعرفان کے موضوعات

سے بحث کی جاتی ہے۔غزل کا دائرہ وسیع ہے اس میں آج کے دور میں ہر طرح کا موضوع ڈالا جاسکتا ہے۔اور اقبال کی شاعری میں تو غزل نے ایک نئی اکائی کی صورت جنم لیا ہے۔

آج غزل میں درخشاں تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔اردو شاعری کو دنیائے اردو ادب میں نمایاں مقام حاصل ہے لیکن دور حاضر میں ایسے بھی شعراء وشاعرات ہیں اگر ان سے شاعری کے رموز کے لئے کسی مستند استاد سے اصلاح لینے کے لئے کہا جائے تو برا مان جاتے ہیں حالانکہ میں انہیں اپنی مثال دیتا ہوں کہ زندگی کے آخری عشرے میں بھی اپنا کوئی ایک شعر بھی کسی شاعر کو سنانے سے پہلے اپنے استاد محترم سے مشورہ ضرور کرتا ہوں میں برملا اعتراف کرتا ہوں میں نے ابھی تک خود کو شاعر تسلیم نہیں کیا اگر دنیائے اردو ادب میں میری کوئی پہچان ہے تو یہ میری شاعری نہیں بلکہ اردو ادب کی خدمت ہے شاعری انتخاب کے اس سلسلے میں اپنے استاد محترم سلطان سکون اور محترم فیروز ناطق خسرو کا احسان مند ہوں اس لئے کہ آپ میرے بہترین معاون ہیں۔بہترین رہنمائی کے ساتھ داد وتحسین سے میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔قلم قافلہ کے زیرِ اہتمام شاعری انتخاب سلسلے میں نوجوان اور نو آموز شعراء وشاعرات کو اہمیت دیتا ہوں اس لئے کہ کل ہم اپنے ساتھ اردو ادب کو دفن تو نہیں کریں گے۔آج اردو ادب کی عظیم ہستیاں مدفون ہیں لیکن وہ ہم جیسوں میں آج بھی زندہ ہیں ہم ان ہی کی پہچان ہیں ہم بھی اپنی پہچان چھوڑنا چاہتے ہیں لیکن ان کا کیا کریں جو خارج از بحر کلام کی نشاندہی پر ناراض ہو جاتے ہیں۔یا اصلاح لینے کے بعد چاہتے ہیں کہ استاد کا نام کسی کے علم میں نہ آئے۔

قلم قافلہ کے زیر اہتمام شائع ہونے والا کوئی بھی انتخاب برائے فروخت نہیں،اور نہ ہی کسی ادارے کا مرہون منت ہے،تمام تر اخراجات میں اپنی جیب سے ادا کرتا ہوں،ہر شائع ہونے والی کتاب شریکِ انتخاب شعراء قومی اور یونیورسٹیز کی لائبریریوں کو اعزازی ارسال کر دیا کرتا ہوں،یہ اردو ادب سے میری محبت ہے اور میں آج کا ادب کل کے لئے محفوظ کر رہا ہوں۔

گل بخشالوی

۱۴،ستمبر ۲۰۲۲

☆☆

چشمِ پرنم ' دل ربا کے صدقے جاؤں
تو جو بچھڑا ہے تری یاد کے صدقے جاؤں
رات کی اشک فشانی پہ مٹا جاتا ہوں
لب پہ ٹھہری ہوئی فریاد کے صدقے جاؤں
میرے اشعار پہ وہ خوب ، کہا ، کہتے ہیں
اپنے احباب کی اس داد کے صدقے جاؤں
زلزلہ آئے تو میں دور نکل جاتا ہوں
اور پھر شہر کی بنیاد کے صدقے جاؤں
اس کی ہر بات مجھے اچھی بھلی لگتی ہے
شاد و ناشاد ہیں اولاد کے صدقے جاؤں
سرخ رو اشک فشانی سے ہوا ہوں ایسا
غم کی بخشی ہوئی اسناد کے صدقے جاؤں
اس کی آواز نے سرشار کیا ہے ثاقب
ایسی تنہائی میں ہم زاد کے صدقے جاؤں

☆☆

آصف ثاقب
،بوئی ہزارہ (پاکستان)

☆☆

مر مٹنا , جب ٹھہر گیا تھا , دنیا کی زیبائی پر
کتنی غزلیں کہہ بیٹھا پھر , میں بھی اک ہرجائی پر
مجھے یقیں ہے لوگ اُسے اب، میرے نام سے جانیں گے
دھاگہ باندھ کے لوٹ آیا ہوں اُس انمول کلائی پر
اس کا سراپا , تم بتلاؤ , کیسے میں منظوم کروں
اِک دیوان تو بن جائے گا , اُس کی صرف انگڑائی پر
یوسف تیرے بعد اگر عباس نہ آتے دنیا میں
کیسے بھروسہ کرسکتا تھا کو ئی اپنے بھا ئی پر
اُن سے کوئی بچھڑا ہوتا , دکھ سے , سارے مرجاتے
تبصرہ کرنے تو آ جاتے ہیں یہ لوگ جدا ئی پر
وہ جو بڑے ہیں، پستی میں بھی، یار! بڑے ہی رہتے ہیں
چھوٹے، چھوٹے رہ جاتے ہیں، چاہے ہوں اونچائی پر
کب تک عالم گونگا رہتا آخر اک دن بول پڑا
کب تک یار بھروسہ کرتا وہ تیری گویائی پر

☆☆

آفتاب عالم قریشی
کراچی، (پاکستان)
+92 300 8926125

☆☆

ذرا سی باتوں کو وجہِ فرقت بنانے والے
دلوں میں الفت جگا کے اس کے مٹانے والے
جو تیری راہوں میں اب بھی پلکیں بچھا رہے ہیں
انہی کی محفل میں ان سے نظریں چرانے والے
تمہاری بانہوں میں ساری دنیا کی نعمتیں ہیں
نہ چاہیں جنت تمہاری بانہوں میں آنے والے
خدارا لوگوں کے منہ پہ تالے لگاؤ آکے
نہیں تو مجھ کو نہ جینے دیں گے زمانے والے
اگر جو ہوتے تو ایسی نوبت کبھی نہ آتی
کبھی نہ بے گھر کو پھر چڑاتے ٹھکانے والے
ابھی بھی رستے پہ تیرے نظریں جمی ہوئی ہیں
ہماری حالت کو دیکھو آؤ نہ آنے والے

☆☆

احمد حنیف جامی
. کوٹلہ مغلان (پاکستان)
+92- 332 1656752

☆☆

تڑپ رہی ہے زباں اور تشنگی چپ ہے
وفا کے گھر میں اندھیرا ہے روشنی چپ ہے
میں اپنی حسرتِ گمنام پر ہوں رنجیدہ
اداس دل ہے مرا اور ہر خوشی چپ ہے
پکارتا ہوں جسے مَیں جنوں کی حالت میں
تباہ کرکے مجھے اس کی دوستی چپ ہے
یقیں اداس، نمو خشک، وحشتیں بیدار
فلک خموش، ہوا بند، شام بھی چپ ہے
عجیب شخص سے پالا پڑا ہے اس دل کا
جو آپ گفتگو کرتا ہے آپ ہی چپ ہے
ہوا چلی بھی تو نفرت کی ہر طرف احمد
وطن میں خار اگے ہیں ہر اک کلی چپ ہے

☆☆

احمد حجازی
لیاقت پور ضلع رحیم یار خاں (پاکستان)
+92 304 480 5715

☆☆

کیا تجھے معلوم ہے دنیا میں کیا رہ جائے گا
اِک فقط نام خُدائے دوسرا رہ جائے گا

جذبہ ایثار و احساس وفا عنقا ہوا
تو مخلا تیرا کشکولِ دعا رہ جائے گا

ضد نہ کر جانے کی میرے دل رُبا کچھ تو ٹھہر
چند لمحے میرا شہرِ دل سجا رہ جائے گا

زندگی کا مقصدِ ارفع ہے دید صنم
یہ جو پورا ہوگیا تو، تُو سدا رہ جائے گا

ظرفِ جاں جب روغنِ افکار سے خالی رہا
تو فسردہ عمر بھر دل کا دیا رہ جائے گا

جراتِ اظہارِ ایماں ہے متاعِ بے بہا
جس سے تو محشر کے دن غم سے رہا رہ جائے گا

جو بھی احمد بر طریق راستی چلتا رہا
یاس و حرماں کے بھنور سے وہ بچا رہ جائے گا

☆☆

احمد محمود الزماں
اسلام آباد (پاکستان)
+92 300 5265451

☆☆

جو برے وقت میں کچھ کام نہیں آ سکتا
اس کا یاروں میں بھی پھر نام نہیں آ سکتا

میں سخنور ہوں محبت پہ یقیں رکھتا ہوں
بے وفاؤں میں کبھی نام نہیں آ سکتا

کان ساقی کے رقیبوں نے بھرے ہیں ایسے
اب مری سمت کوئی جام نہیں آ سکتا

اس سے کالج میں ملاقات تو ممکن ہے مگر
مجھ سے ملنے وہ سر شام نہیں آ سکتا

کل ترے شہر میں ہے عید ملن کا جلسہ
کیا مرے واسطے دو گام نہیں آ سکتا

نبض دیکھی جو طبیبوں نے تو حسرت سے کہا
عشق کا روگ ہے آرام نہیں آ سکتا

دل دھڑکتا ہے مرے نام پہ جس کا اختر
اس کے ہونٹوں پہ مرا نام نہیں آ سکتا

☆☆

پروفیسر اختر چیمہ
سیالکوٹ (پاکستان)
+92 303 4720514

☆☆

اب یوں متاعِ درد کو کھونا تو ہے نہیں
کرنا ہے ضبط ، ہجر میں رونا تو ہے نہیں

اس دل کے داغ سب کو دکھاؤں تو کس لیے
آ کر کسی نے بوجھ یہ ڈھونا تو ہے نہیں

ترکِ تعلقات کی کوشش فضول ہے
صاحب یہ کام آپ سے ہونا تو ہے نہیں

اب اس سے کھیلنے کی اجازت نہیں تمھیں
دل ہے مرا یہ کوئی کھلونا تو ہے نہیں

بہتر ہے اُس کی یاد سے کر لوں مکالمہ
ویسے بھی رات بھر مجھے سونا تو ہے نہیں

شب بھر کسی کی یاد میں رونے سے فائدہ
اشکوں نے دل کے داغ کو دھونا تو ہے نہیں

اُس بے وفا کی چھوڑ کوئی اور بات کر
ارشد یہ ایک رات کا رونا تو ہے نہیں

☆☆

پروفیسر ارشد شاہین
گلیانہ کھاریاں (پاکستان)
+92 344 502 7108

☆☆

گردشوں نے وقت کو گھیرا مگر
ہو نہ پایا ہمسفر میرا مگر

رونقیں محفل ہیں میرے گرد ہیں
وحشتوں کا دل میں ہے ڈیرہ مگر

تو، تو سب کا ہو کے ہی زندہ رہا
ہو نہ پایا کوئی بھی تیرا مگر

اک قدم تک بھی اٹھا سکتا نہ تھا
تیری گلیوں میں رہا پھیرا مگر

میرے دل کو جان نہ پایا ارم
جس کا دعویٰ تھا کہ ہے میرا مگر

☆☆

ارم ناز
جھنگ (پاکستان)

☆☆

پیچ تیری زلف کا اور بل میری تقدیر کا
کیا ملا ہے سلسلہ ، نایاب سا ، تحریر کا
ٹوٹ کر چاہا تجھے پر ، میری چاہت کا صلہ
صورتِ شامِ جدائی ، مل گیا تقصیر کا
نیم وا آنکھوں کی یورش، کس میں اتنی تاب تھی
وار روکا میں نے دل پر ، جان لیوا تیر کا
جس کے آنگن میں ہمیشہ ، چاندنی کا کھیت ہو
کیوں رہے گا منتظر وہ ، صبح کی تنویر کا
میری حیرانی اسے بھی ، محوِ حیرت کرگئی
کیا سراپا ہو بیاں اس بولتی تصویر کا
زیرِ گیتی ، آسمانی ، تونے واعظ سب کہیں
وہ جو موضوع تھا زمینی ، کیا ہوا تقریر کا
لفظ کا جادو ہے یا ، اس میں کوئی سرگم گھلا
ہوگیا ارشاد حیراں ، ہر کوئی تحریر کا

☆☆

ڈاکٹرارشادخان
مہاراشٹر(بھارت)
+91 92843 82397

☆☆

نفرت کے پیڑ میں کیا الفت کا گل کھلے گا
بوئے گا جیسا دانا ویسا ہی پھل ملے گا
کانٹوں پہ چل پڑے ہیں اب ہم تو ننگے پاؤں
سوچا نہیں ہے کتنا راہوں میں خوں بہے گا
دیکھے ہیں زندگی میں ہم نے ہزاروں موسم
مشکل میں تم سے ہرگز شکوہ نہ دل کرے گا
کاٹا ہے تو نے اپنے گھر کا گھنا شجر جو
جل غم میں عمر بھر، اب سایہ نہیں ملے گا
کشتی بھنور سے میری مولا نکال دے گا
دامن نہ میرے ہاتھوں سے صبر کا چھٹے گا
مذہب کے نام پر تو اس ملک کو نہ بانٹ اب
ورنہ نشاں جہاں میں، تیرا نہیں رہے گا
نایاب گوہروں میں کر اپنا نام شامل
تارا صبا ادب میں تیرا چمک اٹھے گا

☆☆

اسماء صباخواج
یوپی (بھارت)
+91 90261 23641

☆☆

پہلے گل چیں سے ہو دوستی، پھر گلوں کی تجارت کرو
عطر بیزی کا فن سیکھ کر، ہر کسی سے محبت کرو
مدتوں کوششیں کیں تو تم، میرے دل کے قریب آئے تھے
ایک لمحہ میں ہو کیا گیا، یہ کہ تم مجھ سے نفرت کرو
ظلم پر ظلم کی انتہا، انہدامِ سکن ہند میں
حق تمہیں کس نے یہ دے دیا، اے حکومت شقاوت کرو
دو ٹکے کے لیے آج کل، بیچ دیتے ہیں اپنا ضمیر
ناز برداریاں چھوڑ کر، کچھ کمانے کی ہمت کرو
ہاتھ پر ہاتھ دھرنے سے کیا؟ کاہلو! پیٹ بھر جائے گا
آب و دانہ کی خاطر سنو! رات و دن جم کے محنت کرو
زرق کی گر طلب ہو تو پھر، سینکڑوں کام دنیا میں ہیں
کیا یہ لازم ہے تم پر اسد، زندگی بھر امامت کرو

☆☆

اسد اللہ اسد امواوی
شیوہر، بہار، (بھارت)
+91 70659 4690

☆☆

موت میں چھپا ہوا زندگی کا فلسف
رات دن کا سلسلہ روشنی کا فلسفہ
حسن اور عشق ہے عاشقی کا فلسفہ
آ تجھے سکھاؤں گا بندگی کا فلسفہ
بے خودی میں بھی کہیں اور کبھی نہ سر جھکے
بے خبر یہی تو ہے بس خودی کا فلسفہ
رنج اور غم یہاں ساتھ ساتھ چلتے ہیں
دھوپ اور چھاؤں ہے زندگی کا فلسفہ
ہر قدم پہ اک نیا امتحان لیتی ہے
جاں فشانی ہے فقط دوستی کا فلسفہ
رات بھر نہ جانے کیوں کروٹیں بدلتے ہیں
کوئی جانتا ہے کیا بے دلی کا فلسفہ
اشکِ غم، شبِ فراق، اشہر اور کچھ نہیں
کوئی ہم سے پوچھے یہ دل لگی کا فلسفہ

☆☆

اشہر اشرف۔
بارہ مولہ (جموں و کشمیر)
+ 91 70064 00948

☆☆ ☆☆

نام پر انتساب سے پہلے سر بکف اپنا اس جہان میں رکھ
بے خبر تھا نصاب سے پہلے خود کو ہر وقت امتحان میں رکھ
علم و حکمت یہ شان یہ عہدہ جس پہ تحریر ہو شکار کا نام
کچھ نہیں اکتساب سے پہلے تیر ایسا کوئی کمان میں رکھ
کون ہے تجھ کو پوچھنے والا چاند بھی مانگے روشنی جس سے
تو جو بخشے حساب سے پہلے دیپ ایسا کوئی دلان میں رکھ
عین ممکن ہے اب چلا جائے کیا خبر دھوپ تیز ہو کتنی
شیخ جنت نواب سے پہلے اپنے آنچل کے سائباں میں رکھ
جب پلٹ کے ہیں بھاگتے یوسف تجھ کو اپنا کہیں پرائے بھی
باب کھلتا ہے باب سے پہلے ایسی اپنائیت زبان میں رکھ
جام کیسے بدل گیا ساقی جلتے سورج کو شام کھا جائے
آب تھا یہ شراب سے پہلے موت برحق اسے گمان میں رکھ
آج اشفاق چونک اٹھے تھے جن کے چہرے ہیں کاغذی اعظم
لوگ تیرے خطاب سے پہلے پھول ایسے نہ پھولدان میں رکھ

☆☆ ☆☆

اشفاق چترانوی
شکرگڑھ (پاکستان)
+92 301 6896434

میجر اعظم کمال۔ر۔
اکاڑہ (پاکستان)
+92 331 789 0009

☆☆

یہ جذبہ صادق تو مرے دل میں مکیں تھا
تم لوٹ کے آؤ گے کسی روز یقیں تھا
اک تم سے ملاقات کی خاطر رہا زندہ
اس عمر کو پہنچوں گا کہاں مجھ کو یقیں تھا
خالق تیرے بندوں سے محبت کی ہمیشہ
میں تیری اطاعت کے تقاضوں کا امیں تھا
اس دنیا سے آگے بھی کوئی اور تھی دنیا
اس دنیا سے پہلے بھی یقیناً میں کہیں تھا
جنت مجھے اعزازی خدایا مرے دینا
دنیا میں محبت میرا مسلک میرا دیں تھا
وہ مجھ کو سمجھنے لگے اب راہ کا پتھر
میں جن کی نگاہوں میں کبھی درِ ثمیں تھا
غربت کسی انسان پہ آئے نہ عزائی
غربت میں کوئی شخص مرا دوست نہیں تھا

☆☆

اعجاز عزائی
سیالکوٹ (پاکستان)
+92 331 671 5009

☆☆

اب گماں ہے نہ ہے یقیں صاحب
راستہ ملتا ہی نہیں صاحب
میں کہیں جا بھی اب نہیں سکتا
یہ مکاں راس بھی نہیں صاحب
اب دکھائی بھی کچھ نہیں دیتا
کھو گئی روشنی کہیں صاحب
ڈھونڈنے پر لگے ہوئے ہیں سب
تھے جہاں پر کبھی مکیں صاحب
کب یہ امکان ہے کہ بچھڑیں گے
تم یہاں ، میں بھی ہوں یہیں صاحب
راستہ کُھل گیا دعا کے بعد
ہے دعا کا اثر حسیں صاحب
ہم یہاں پر سہیل بچھڑے تھے
میں ابھی تک بھی ہوں وہیں صاحب

☆☆

اعظم سہیل ہارون
حاصل پور ضلع بہاول پور (پاکستان)
+92 302 5878787

☆☆

خسارہ ہو رہا ہے دھیرے دھیرے
گوارہ ہو رہا ہے دھیرے دھیرے
نظر مصروف ہے اپنے عمل میں
اشارہ ہو رہا ہے دھیرے دھیرے
محبت میں دراڑیں پڑ رہی ہیں
کنارا ہو رہا ہے دھیرے دھیرے
نظر لگ جائے نہ اس کو کسی کی
وہ پیارا ہو رہا ہے دھیرے دھیرے
تمہیں کچھ بھی نہیں اندازہ، کوئی
تمہارا ہو رہا ہے دھیرے دھیرے
نہیں بنتی ہماری پھر بھی افضل
گزارہ ہو رہا ہے دھیرے دھیرے

☆☆

. افضل ہزاروی
کراچی،(پاکستان)
+92 311 289 2850

☆☆

زمانہ ہے زمانے سے کنارا کون کرتا ہے
مگر اُس پار سے ہم کو اشارا کون کرتا ہے
مرا تو زندگی سے رابطہ کم کم رہا لیکن
جو میرا وقت تھا اُس کو گزارا کون کرتا ہے
میاں یہ عاشقی ہے اور جُز وقتی نہیں ہوتی
یہ اک کارِ مسلسل ہے دوبارہ کون کرتا ہے
ہماری ریت میں نمکین اشکوں کی آمیزش ہے
ہماری ریت سے پانی نتھارا کون کرتا ہے
سلگتی شام میں کوئی حسینہ زلف جب کھولے
سنہری شام کو پہلا اشارا کون کرتا ہے
رسائی کس کو ہوتی ہے تری اونچی حویلی تک
تُو کھڑکی میں اگر بیٹھے نظارہ کون کرتا ہے
سبھی کو اپنے زخموں کا رفو درکار ہے شاہد
ہمارا کون کرتا ہے تمہارا کون کرتا ہے

☆☆

افتخار شاہد ابوسعد۔
ڈسکہ(پاکستان)
+92 300864 4566

☆☆

چھلک جاتا تھا جامِ ضبط چھلکانے سے پہلے ہی
سمجھ جاتے تھے پہلے آپ سمجھانے سے پہلے ہی

تکلف اور نفاست سے ہی سب پہچان جاتے ہیں
ہم اردو کے سپاہی ہیں یہ بتلانے سے پہلے ہی

کسی سائے کو ترسا ہوں بہت صحرا نوردی میں
خوشی کے مارے مرجاؤں نہ گھر جانے سے پہلے ہی

اب اُس کا کیا جو ٹھوکر کھا کے بھی ویسے کا ویسا ہے
سنبھل جاتے ہیں کتنے ٹھوکریں کھانے سے پہلے ہی

کفِ افسوس اب ملنے سے کچھ حاصل نہیں راغب
کوئی دم سوچتے گھر چھوڑ کر جانے سے پہلے ہی

☆☆

افتخار راغب
دوحہ، قطر
+974 5570 7870

☆☆

فلک سے کیا پکارا جا رہا ہے
کوئی سورج اتارا جا رہا ہے

ہماری ذات کا عالم نہ پوچھو
کہ آئینہ سنوارا جا رہا ہے

تمہاری یاد کی بستی بسا کر
یہ بازی کون ہارا جا رہا ہے

سجا کر اپنے اپنے آئینے میں
میرا کردار مارا جا رہا ہے

پلٹ آؤ کہ پھر اپنے نگر سے
جدائی کا ستارا جا رہا ہے

کہیں اک بوند کو ترسے ہے انساں
کہیں سارے کا سارا جا رہا ہے

سیاست میں عجب یہ کھیل ہے اب
جوانوں ہی کو مارا جا رہا ہے

☆☆

اکرام الحق
کراچی (پاکستان)
+92 300 223 3124

☆☆

کیسے کھڑا ہوں کس کے سہارے کھڑا ہوں میں
مت پوچھ، مجھ سے خوف کے مارے کھڑا ہوں میں
حیران ہوں کوئی مجھے کیوں ٹوکتا نہیں
ملبوس اپنے سارے اتارے کھڑا ہوں میں
ہر کوئی جانتا ہے کہ پانی ہے چار سو
لیکن مجھے پتا ہے کنارے کھڑا ہوں میں
دریا بھی میں نے دیکھے ہیں گھرتے ہوئے یہاں
پھر کیوں سمندروں کے کنارے کھڑا ہوں میں
کچھ اس طرح سے دیکھتا ہے مسکرا کے وہ
جیسے کے بازی پیار کی ہارے کھڑا ہوں میں
تم کو مرے وجود کا احساس تک نہیں
مدت سے آس پاس تمہارے کھڑا ہوں میں
کہتے ہیں یار چاند نے آنا ہے دیر شب
کرنے کو آج اس کے نظارے کھڑا ہوں میں

☆☆

ڈاکٹر امجد علی بابر
(پونچھ جموں وکشمیر)
+91 94690 72127

☆☆

الفت میں اشکوں کے ہار پروتے گزری ہے
عمر یہ میری بوجھ غموں کا ڈھوتے گزری ہے

کیسے ہو گی دور نمی اب اُن دیواروں کی
جن دیواروں پر سر رکھ کے روتے گزری ہے

اُن پر جانے کیوں نفرت کے کانٹے پھیلے ہیں
جن راہوں پر بیج وفا کے بوتے گزری ہے

جس کو دیکھ کے میری راتوں کا سب چین گیا
اُس ظالم کی ہر شب یارو سوتے گزری ہے

اک نہ اک دن تم کو بھی ہم بھول ہی جائیں گے
اب تک خود سے کرتے یوں سمجھوتے گزری ہے

☆☆

امن علی امن
پاکپتن (پنجاب پاکستان
92 307 694 6009

☆☆

شعر جب کوئی گنگناتا ہوں
تیری یادوں میں ڈوب جاتا ہوں

لوگ منزل کے خواب تو دیکھیں
میں انھیں راستا دکھاتا ہوں

ساتھ اُن کے میں خود نہیں ہنستا
دکھی لوگوں کو جب ہنساتا ہوں

سب ہواؤں کو جب کروں مدعو
تب دیا ایک مَیں جلاتا ہوں

جاگ اُٹھیں پھر یہ خواہشیں بھوکی
لوریوں سے جنھیں سلاتا ہوں

اپنی حالت کو دیکھ کر اکثر
زیرِ لب خود پہ مسکراتا ہوں

گھونٹ بھرتا ہوں تیری یادوں کے
ہوش میں تب میں جا کے آتا ہوں

☆☆

امین عاصم
سدوال کلاں، ضلع گجرات (پاکستان)
+92 336 606 6330

☆☆

چاہتوں کا کیسے ہو اظہار تیرے شہر میں
جب محبت کی سزا ہے دار تیرے شہر میں

آرزوئیں دفن کر دیں دل کے قبرستان میں
کس قدر ہم ہو گئے لاچار تیرے شہر میں

یوں بھی ہم نے تو دیا تجھ کو وفاؤں کا خراج
بیچ دی ہے عزت و دستار تیرے شہر میں

جب انا کی قید سے ہم بھی رہا ہو جائیں گے
سر کے بل ہم آئیں گے سرکار تیرے شہر میں

ہم حدیث دل بھی تجھ سے کہہ نہ پائے تھے ابھی
لگ گئی پابندیء گفتار تیرے شہر میں

ہم نے ایسی بھی تجارت عشق کے دھندے میں کی
بیچ کر خوشیاں لیے آزار تیرے شہر میں

ہم تو بکنے کے لیے تیار تھے بابر مگر
لگ سکا نہ مصر سا بازار تیرے شہر میں

☆☆

امین بابر
رحیم یار خان (پاکستان)
+92 307 795 5115

☆☆

چپ چاپ تجھے چھوڑ دوں ایسا بھی نہیں میں
ہاں ٹھیک ہے اچھا ہوں پر اتنا بھی نہیں میں
میں کون ہوں کیا چیز ہوں کچھ علم نہیں، دوست
اس کا بھی نہیں تیرا بھی اپنا بھی نہیں میں
تجھ سے نہیں اُمید تو کچھ بات تو ہے ناں
ہر ایک سے مایوس تو ہوتا بھی نہیں میں
کیا لوگ تھے جو مجھ کو سمجھتے رہے آقا
آقا تو بڑی بات ہے بندہ بھی نہیں میں
آنکھوں میں تری لوگ مجھے دیکھ رہے ہیں
حالانکہ ترے سامنے آیا بھی نہیں میں
یہ غم ہی کسے ہے کہ مجھے مل نہ سکا تو
غم یہ ہے ترے ہجر میں تڑپا بھی نہیں میں
الجھاؤ نہ دیکھوں ترا، پاگل تو نہیں ہوں
بدلاؤ نہ دیکھوں ترا، اندھا بھی نہیں میں

☆☆

امتیاز انجم
اوکاڑا (پاکستان)
+92 346 1463863

☆☆

ہمارے دل میں فقط تیرا نام تھوڑی ہے
یہ میکدہ ہے یہاں ایک جام تھوڑی ہے
گو عادتاً ہی چلے آئے ہیں ہم اس جانب
وگرنہ ہم کو ترے شہر کام تھوڑی ہے
یوں مصلحت میں تری سمت بڑھ گیا ہے ہاتھ
صمیمِ قلب سے یہ احترام تھوڑی ہے
جو دن گزارا تو پھر سر پہ رات آ پہنچی
مری سزا کا ابھی اختتام تھوڑی ہے
وہ مل بھی جائے تو اس سے نہیں ملوں گا میں
یہ میرا اس سے مگر انتقام تھوڑی ہے
رہیں گے شان سے کچے مکان میں اپنے
کسی کے گھر میں ہمارا قیام تھوڑی ہے
جو من میں آتا ہے لکھتے ہیں امتیاز وہی
مرا خیال کسی کا کلام تھوڑی ہے

☆☆

امتیاز ایوب امتیاز
شنکیاری ضلع مانسہرہ (پاکستان)
+92 334 207 9010

☆☆

یقیناً " وہ ہمارا ہو رہا ہے
تمہیں کیسے گوارا ہو رہا ہے
ہمارے ساتھ نفرت ہے تمہاری
محبت میں خسارہ ہو رہا ہے
ہمیں دیکھا ہے اس نے ساتھ تیرے
وہ غصے سے شرارا ہو رہا ہے
وہ زلفیں جب حسیں چہرے پہ ڈالے
لگے دل پر اجارا ہو رہا ہے
کنارے جھیل کے بیٹھا میں تنہا
جدائی کا شمارہ ہو رہا ہے
مجھے برسات کا موسم لگے ہے
بچھڑنے کا اشارا ہو رہا ہے
ذرا معصوم دیکھو میری جانب
مرا دل اب تمہارا ہو رہا ہے

☆☆

انعام الحق معصوم صابری
ملتان (پاکستان)
+92 301 5224364

☆☆

عکس کھلتا ہے تو آئینے کے پر کھلتے ہیں
ہم نہ کھلتے ہوں مگر داغِ جگر کھلتے ہیں
جب کسی شعر میں پوشیدہ بھنور کھلتے ہیں
تب کہیں جا کے طلسمات کے در کھلتے ہیں
گم ہیں نیرنگِ حجاباتِ سیہ پوش تلے
رات کے سارے فسوں وقتِ سحر کھلتے ہیں
چشمِ حیرانیٔ افلاک ، ترے بند ، قبا
دنگ ہوں میں کہ کہاں اور کدھر کھلتے ہیں
دسترس میں نہ ہو جو دام گزر گاہِ خیال
حرف و معنی کے دریچے تو ادھر کھلتے ہیں
رائیگانی پہ رہوں لاکھ میں رنجیدہ مگر
آہ جب کھینچوں تو پھر بابِ اثر کھلتے ہیں
رامش و رنگ و سیہ ابر و سرود و نکہت
ہم پہ انجم ، یہ بہ اندازِ دگر کھلتے ہیں

☆☆

انجم عثمان
کراچی (پاکستان)

☆☆

وسعت آسماں نہیں معلوم
کھو گیا دل کہاں نہیں معلوم

کیسے کھولوں جہاں کی گتھی کو
مجھ کو رمز جہاں نہیں معلوم

کیسے نکلوں حصار الفت سے
راستہ ہے کہاں نہیں معلوم

مسکراہٹ تو ہے لبوں پہ مگر
ہے ہنسی یا فغاں نہیں معلوم

رکھ دیئے ہونٹ اس نے ہونٹوں پر
پھر ہواکیا میاں نہیں معلوم

ایسا لگتا ھے تم مرے ہو مگر
ہے یقیں یا گماں نہیں معلوم

ہوں میں انجم حساب میں کمزور
مجھ کو سود و زیاں نہیں معلوم

☆☆

انجم جاوید
کراچی (پاکستان)
+92 333 218 1655

☆☆

وہی زخم پھر سے ابھرنے لگے ہیں
کلیجے میں نشتر اُترنے لگے ہیں

چھپائے تھے ہم نے جو پلکوں میں موتی
وہی ٹوٹ کر اب بکھرنے لگے ہیں

اندھیروں سے سینہ سپر تھے جو کل تک
وہ اپنے ہی سائے سے ڈرنے لگے ہیں

اثر ہے مرے خونِ دل کا یہ شاید
کہ اشعار اتنے نکھرنے لگے ہیں

جو بھرتے تھے دم دوستی کا ہمیشہ
وہ منہ پھیر کر اب گزرنے لگے ہیں

اُداسی کی سوغات دے کر ہمیں وہ
جدائی کا سامان کرنے لگے ہیں

تمہیں کیا ضرورت ہے کاجل کی مونا
کہ آنکھوں میں غم رنگ بھرنے لگے ہیں

☆☆

ایلیزابتھ کورئین مونا
حیدرآباد، (بھارت)

☆☆

کیا ہوا جو امن یوں رخصت ہوا گلزار سے
جسم پھولوں کے بھی اب کٹنے لگے ہیں خار سے
اے بشر تجھ کو شغف ہے اتنا کیوں پندار سے
بیر اب ایسا بھی کیا الفت کے کاروبار سے
کیا دیا تُو نے بتا دے دوستی کے نام پر
سوچنا پھر کیا ملا ہے سرحدوں کے پار سے
ہاتھ اپنے روک پہلے ظلم سے توبہ تو کر
زخم پر مرہم لگا اور جیت ان کو پیار سے
باز کے بہروپ میں گرگس کا مجھ کو ہے گماں
باز ہی آتا نہیں ہے باز یہ مردار سے
ہارنا پہلا ہے زینہ جیت ہے منزل تری
آنک مت کمتر کسی کو یہ سبق لے ہار سے
سختیوں سے کچھ نہ ہوگا نرمیوں کی بات کر
دیکھ دانش کٹ گئے پتھر بھی بہتی دھار سے

☆☆

ایوب بیگ دانش
چکبالاپور، کرناٹک (بھارت)
+91 99867 29688.

☆☆

ضبط نہ ہو زندگی میں زندگی کہرام ہے
ضبط میں ہے زندگی جو پرسکوں کا نام ہے
ہے اگر کچھ آدمیت پھر تو ہے وہ آدمی
گر نہیں ہے آدمیت،آدمی بے دام ہے
شام گزری میکدے میں ہم تو مے کش رند ہیں
پارسا ئی میں معزز زاہدوں کا کام ہے
آج بچھو پھر رہے ہیں آدمی کے روپ میں
خواہ مخواہ بچھو بیچارہ برسر الزام ہے
کیا بتا وں آپ کو تعریف اپنے یار کی
نازنی انداز ہے وہ چاند ہے گلفام ہے
خوف برپا ہے جو گلشن کو بکو سنسار میں
ہر طرف انسانیت کا آج قتل عام ہے

☆☆

ایم اے گلشن
،لودھراں، (پاکستان)
+92 321 7222023

☆☆

بہارِ نو سے باغِ دل کبھی آباد بھی ہوں گے
غمِ دردِ جگر سے ایک دن آزاد بھی ہوں گے
گذاری کس طرح ہم نے تمہاری یاد میں راتیں
رقم تاریخ کے پنے پے یہ روداد بھی ہوں گے
محبت کے شجر پر سوچ کر بیٹھو پرندوں تم
تمہاری آس میں چھپ کر وہیں صیاد بھی ہوں گے
اصولِ عشق کا رکھتے نہیں ہیں پاس جو یارو
سنا ہے عاشقوں کے اب وہی استاد بھی ہوں گے
غلط القاب سے ہرگز کسی کو مت پکارو تم
لگے اس پر سبھی الزام بے بنیاد بھی ہوں گے
نچھاور راہِ الفت میں جو کردے زیست کو اپنی
کتابِ عشق میں یارو وہ زندہ باد بھی ہوں گے
مٹانے پر تلے ہیں جو زباں اردو کو اے "انجم"
عذابِ رب سے اک دن دیکھنا برباد بھی ہوں گے

☆☆

ہے شب کا چاند آج بڑے کروفر کے ساتھ
ان پانیوں کے ساتھ تماشا بھنور کے ساتھ
دیوانگی کے ساتھ گزرتی رہی حیات
اس گھر کے ساتھ ساتھ اسی رہگور کے ساتھ
اک گل بدن کے جسم پہ گہنے کی آب و تاب
ہر شاخ گل لچکنے لگی سیم و زر کے ساتھ
خوشبو کے راستے میں جنوں کے ہزار رنگ
پروائیوں کے بھید بھی تتلی کے پر کے ساتھ
اس مہہ جبیں کی یاد کے دھندلے سے وہ نقوش
گہنا گیا ہے چاند دل بے خبر کے ساتھ
جگنو کا عزم جیسے جنوں کا سفر تقی
منظر انہی شبوں کا ہے میری نظر کے ساتھ

☆☆

(ایس)انجم دربھنگوی

دربھنگا(بھارت)

+ 91 78086 00880

☆☆

ایس-ایم-تقی حسین

اسلام آباد(پاکستان)

+92 315 599 3584

☆☆

مٹا کر دوریاں دل سے مرا اک کام کر دینا
جہاں نفرت کے سائے ہوں محبت عام کر دینا

سحر سے شام تک یارو یہی اب کام اپنا ہے
کہیں بھی خار اگتے ہوں انہیں گلفام کر دینا

تمھیں اب یہ اجازت ہے جہاں تک ہو سکے تم سے
مجھے تم بے وفا کہنا مجھے بد نام کر دینا

اسے آتے ہیں گر سارے تعلق کو نبھانے کے
کسی کو خاص کر لینا کسی کو عام کردینا

مجھے اچھی نہیں لگتی تمھاری یہ ادا ساغر
کسی کی یاد میں روتے سحر سے شام کردینا

☆☆

اے آر ساغر
بہاولپور (پاکستان)
+92 300 438 3697

☆☆

اب کے ملن کی چاہ میں شدت نہیں رہی
راہوں کو تکتے رہنے کی عادت نہیں رہی
تجھ کو بھی میرے حال سے رغبت نہیں ہے رہی
مجھ کو بھی تیری یاد کی عادت نہیں رہی
میرے بھی گردشوں نے بگاڑے ہیں نین ونقش
تیری بھی اب وہ پہلی سی رنگت نہیں رہی
مصروفیت نے تجھ کو بھی بیگانہ کر دیا
مجھ کو بھی اپنے حال سے فرصت نہیں رہی
تنہا گزار سکتا ہوں میں اپنی زندگی
اب مجھ کو تیرے ساتھ کی حاجت نہیں رہی
میں چاہتا ہوں یاد کے پنجرے سے اب نجات
صدمے مزید سہنے کی ہمت نہیں رہی
کل شام اس کے چہرے پہ تحریر تھی عیاں
اے شخص مجھ کو تیری ضرورت نہیں رہی

☆☆

اویس انجم
حضرو اٹک (پاکستان)
+92 308 845 7072

☆☆

اب کسی جیت کا امکان نہیں ہے مجھ میں
یعنی زندہ کوئی ارمان نہیں ہے مجھ میں

میں نے اک عمر گزاری ہے یہاں لڑتے ہوئے
جنگ اتنی بھی تو آسان نہیں ہے مجھ میں

ایک ہستی بھی خسارے میں چلی جائے گی
صرف میرا ہی تو نقصان نہیں ہے مجھ میں

اک تماشا ہے مری ذات میں آوازوں کا
اپنے ہونے کا ہی اعلان نہیں ہے مجھ میں

اپنے ہونے کا ہی احساس نہیں رکھتا
کوئی اس بات پہ حیران نہیں ہے مجھ میں

☆☆

ڈاکٹر اسحاق وردگ
،پشاور،(پاکستان)
+92 345 904 8908

☆☆

اسکی تحریر پڑھوں اسکا بیاں تک دیکھوں
آگ محسوس کروں اور دھواں تک دیکھوں
پھر یقینوں سے اٹھوں اور گماں تک دیکھوں
عشق ہو جائے اگر کون و مکاں تک دیکھوں
سوچتا ہوں کہ تجھے آج نہاں تک دیکھوں
درد محسوس کروں آہ و فغاں تک دیکھوں
اپنے ہاتھوں سے اجڑ تا ہوا گلشن اپنا
روز بستی میں تماشا یہ کہاں تک دیکھوں
صرف بچوں کی اگر بات ہو خاموش رہوں
اپنے رستے سے ہیں گمراہ جواں تک دیکھوں
تیری چاہت کا نشہ ایسا چڑھا ہے مجھ پر
پھول کھلتے نظر آتے ہیں جہاں تک دیکھوں
فیصلہ پھر کوئی مقصود ہے پہلے اکرم
تیری آہٹ کو سنوں تیری زباں تک دیکھوں

☆☆

اقبال اکرم وارثی
اترپردیش۔ (بھارت)
+91 93353 80992

☆☆

یقیں مانو یہ میرے ہونٹ یوں نیلے نہیں ہوتے
اگر یہ لوگ سانپوں سے بھی زہریلے نہیں ہوتے
اگر ہر بات پر میں ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتا
مِرے یاروں کے لہجے اتنے نوکیلے نہیں ہوتے
کوئی تو بات ایسی ہے جسے ہم سے چھپاتے ہو
یہ پلکوں کے کنارے بے سبب گیلے نہیں ہوتے
اگر میں حق پرستی چھوڑ کر باطل سے مل جاتا
مِرے رستوں میں پھول ہوتے , یہ پتھریلے نہیں ہوتے
ستاروں پر کمندیں ڈالنے کا کیا کوئی سوچے
یہاں تو بیٹیوں کے ہاتھ ہی پیلے نہیں ہوتے
میں اک پل میں بناتا ہوں اناؤں کے پہاڑ اظہر
پر اگلے پل یہ سارے ریت کے ٹیلے نہیں ہوتے

☆☆

ڈاکٹر اظہر کمال
پاکپتن (پاکستان)
+92 307 3894123

☆☆

دور رہنے پہ یوں اڑے کیوں ہو
آؤ بیٹھو پرے کھڑے کیوں ہو
تم تو ہنس کر دکھانے والے تھے
آنکھ ملتے ہی رو پڑے کیوں ہو
وہ جو میداں میں لے کے آیا تھا
کہہ رہا ہے مجھے لڑے کیوں ہو
تم پہ آری چلانا بنتا ہے
میرے قامت سے تم بڑے کیوں ہو
مجھ سے پوچھا نہ اہلِ گلشن نے
سبز پتے ! کہو جھڑے کیوں ہو
کوئی اشفاق وقت سے پوچھے
خستہ حالوں پہ یوں کڑے کیوں ہو

☆☆

اشفاق شاہین
گجرات (پاکستان)
+92 300 625 1048

☆☆

زندگی کو سبق سکھا دوں گا
زندہ رہ کر اسے دکھا دوں گا

وہ مری چشم تر کو ترسے گا
ضبط کا سلسلہ بڑھا دوں گا

زیب دیتا ہے آسماں کو غرور
خاک زادہ؛ میں اس کو کیا دوں گا

بے اجازت جو خواب آئے تو
نیند سے خود کو میں جگا دوں گا

اپنی یادیں تو سونپ دوں گا اسے
اس کی یادیں اسے تھما دوں گا

جب بھی تیرہ شبی ستائے گی
ایک تصویر میں جلا دوں گا

بات تازہ رہے مری انصر
اس قدر بات کو ہوا دوں گا

☆☆

انصر رشید انصر
فیصل آباد (پاکستان)
+92 324 729 7993

☆☆

لہو لہو ہیں بدن اور ہاتھ خالی ہیں
فرازِ کوہ ودمن اور ہاتھ خالی ہیں

روش روش ہیں گلابوں کی ادھ کھلی کلیاں
کھلا ہے میرا چمن اور ہاتھ خالی ہیں

تمہارے نور کے جلوے بھی طور پر اترے
یہ کانچ جیسے بدن اور ہاتھ خالی ہیں

کوئی قصیدہ کسی شاہ کا نہ لکھ پائے
کہے ہیں تیرے سُخن اور ہاتھ خالی ہیں

فقیر بن کے گدائی ہی نے کی تیری
ہمی ہیں شاہ یمن اور ہاتھ خالی ہیں

ہماری آنکھوں میں روشن ہلال ہیں طارق
صدا ئے غنچہ دہن اور ہاتھ خالی ہیں

☆☆

اقبال طارق
گوجر خان، راولپنڈی (پاکستان)
+973 3959 4029

☆☆

جو اپنی ذات سے باہر نکل نہیں سکتا
پرائی آگ میں وہ شخص جل نہیں سکتا

رکھی گئی ہوں تباہی پہ جس کی بنیادیں
کبھی وہ خواب حقیقت میں ڈھل نہیں سکتا

روش بدل نہیں سکتا جو سست گامی کی
زمانہ ساتھ اسے لے کے چل نہیں سکتا

سہارا بن نہیں سکتا جو بے سہاروں کا
وہ آدمی کبھی خود بھی سنبھل نہیں سکتا

لہو کا تیل نہ شامل ہوگر چراغوں میں
کبھی ہوا کے مقابل وہ جل نہیں سکتا

تلاش منزل ہستی نہ ہو اگر مقصود
تو آدمی کبھی کانٹوں پہ چل نہیں سکتا

انیس شور سے دریا کے جو دہل جائے
وہ آدمی رخ طوفاں بدل نہیں سکتا

☆☆

سید انیس جعفری۔
کراچی (پاکستان)
+92 321 688 2632

☆☆

جب یہ طاقت کا نشہ سر سے اتر جائے گا
کوئی پوچھے گا نہ تجھ کو تو جدھر جائے گا

وعدہء پرسش احوال ہے یہ وعدہ حشر
جیتے جی ہجر کا مارا ہے جو مرجائے گا

دیدہ و دل ہیں مرے تیرے لئے چشم براہ
تیرے آنے سے مرا بخت سنور جائے گا

تو ہی تھا میرے لئے شمع شبستان حیات
چھوڑ کر خانہ دل میرا کدھر جائے گا

اہل دنیا نہ تجھے چین سے جینے دینگے
عشق کا بھوت ترے سر سے اتر جائے گا

ایک افسانہء عبرت ہے یہ انساں کا وجود
روتے آیا ہے جو بادیدہ تر جائے گا

باز آجا نہ چلا تیر نظر برقی پر
ٹوٹ کر شیشہ دل اس کا بکھر جائے گا

☆☆

احمد علی برقی اعظمی
نئی دہلی (بھارت)
+91 84471 11240

☆☆

کبھی تو آ کہ یہاں میری زندگی دیکھو
نہاں ہے دل میں جو میرے، وہ بے بسی دیکھو

نہ دیکھ چہرے پہ میرے جو شادمانی ہے
چھپی کہیں ہے جو نینوں میں وہ نمی دیکھو

یہ کیا عجب سا ہے میخانہ میرے یاروں کا
بھرے ہیں جام پڑے، پھر بھی تشنگی دیکھو

میں جی رہا ہوں، ہے جینے کی آرزو مجھ کو
مگر ہے اب تو یہ جینا بھی خودکشی دیکھو

تو ڈوبتا ہے یوں دہشت میں تیرگی کے کیوں
اندھیروں سے ہی تو پھوٹے گی روشنی دیکھو

☆☆

بختیار احمد
اسلام آباد، (پاکستان)
+92 333 910 8087

☆☆

دل کو تیرا ہی گماں ہوتا گیا
درد کی مَیں یوں زباں ہوتا گیا

دل کی ناؤ ہو گئی غرقابِ غم
عشق بحرِ بے کراں ہوتا گیا

تیسری تھی آنکھ تکنے کے لیے
پھر بھی اک در ساتواں ہوتا گیا

ہم نے پگڑی کو نہیں گرنے دیا
جسم گرچہ ناتواں ہوتا گیا

ان کے پاؤں میں ہیں گھنگھرو دیکھ لو
عشق جن پر مہرباں ہوتا گیا

آخرش مٹی کو مٹی کھا گئی
نام ہر اک بے نشاں ہوتا گیا

ڈھونڈنے جس کو بھی نکلا ہوں ندیم
وہ مکاں سے لامکاں ہوتا گیا

☆☆

بی.اے. ندیم
سرگودھا (پاکستان)
+92 3016771231

☆☆

اٹھنے لگی ہے باغ میں دیوار ایک پھر
تقسیم ہونے والا ہے گلزار ایک پھر

منزل قریب آئی تو رستے بدل گئے
مجھ سے بچھڑ گیا ہے میرا یار ایک پھر

ماحول میں تناؤ ہے پھر اپنے گاؤں کے
لایا ہے کوئی شہر سے اخبار ایک پھر

شاید کھلے گا پھر کوئی صحرا میں سرُخ پھول
دیوانہ ہنس رہا ہے سرِ دار ایک پھر

میری وفا و صبر و تحمل کے سنگ سے
ٹوٹا ہے کوئی شیشہ پندار ایک پھر

اپنے تمام شعر میں ان کو سنا چکا
پھر بھی ہے باربار یہ اصرار ایک پھر

نازاں ہے کوئی اپنی جفاؤں پہ اے بلند
شرمندہ ہے وفا کا گنہگار ایک پھر

☆☆

بلند اقبال
کانکی نارہ (بھارت)
+91 93310 42335

☆☆

وہ جو چند حالِ تباہ تھے ، وہ کہاں گئے
مرے قتل کے وہ گواہ تھے ، وہ کہاں گئے

مری ایک نیکی کے بدلے اتنی نوازشیں
وہ جو میرے اتنے گناہ تھے ، وہ کہاں گئے

وہ میں جن سے لڑتا تھا جنگ غم کے محاذ پر
وہ جو اشک میری سپاہ تھے ، وہ کہاں گئے

کوئی دور تک بھی نظر نہیں ،مجھے آ رہا
وہ جو تیرے گرد و نواح تھے ، وہ کہاں گئے

کیوں اجاڑ لگتا ہے راستہ ، مجھے گاؤں کا
یہاں پیڑ جو سرِ راہ تھے ، وہ کہاں گئے

انہیں تیرگی نے نگل لیا ، یا اگل دیا
وہ جو لوگ بختِ سیاہ تھے ، وہ کہاں گئے

تجھے مان تھا تجھے ناز تھا ، دلِ بے نوا
ترا پیار تھے تری چاہ تھے وہ کہاں گئے

☆☆

تاثیر جعفری
،کبیروالا (پاکستان)

☆☆

آنکھوں سے اس کی ماجرا دل کا بیاں ہوا
دل میرا اس کے قلب کا پھر ہم زباں ہوا
تبدیل ہو کے بات کہاں تک پہنچ گئی
مشکل سے ہم پہ قصہ ء اصلی عیاں ہوا
اس میں نہاں ہے لطف کسی اور کا ضرور
وہ سنگدل جو آج یہاں مہرباں ہوا
اے اہل دل ! حدیث محبت ہے کہہ رہی
جو مٹ گیا ہے عشق میں ، وہ جاوداں ہوا
آواز یار میں ہیں وہ شیرینیاں گھلی
فردوس گوش ہو کے یہ من گلستاں ہوا
اسرا نے آسماں کو بنایا ہے آسماں
اس خاک پا کو پا کے ہی وہ آسماں ہوا
خوشبو سے عطر بیز ہوا باغ شاعری
بزم سخن میں پھول جو رطب اللساں ہوا

☆☆

تنویر پھول،
نیویارک:(امریکہ)
+1 518 2217060

☆☆

بستر پہ پڑا رہتا ہے لاچار کی صورت
آ دیکھ کسی روز تو بیمار کی صورت
ظاہر میں جو ہوگا وہی آ ئے گا نظر بھی
آ ئینہ دکھاتا نہیں کردار کی صورت
تم ذکر محبت سے مرا کر کے تو دیکھو
محفل میں اتر جا ئے گی دو چار کی صورت
کچھ لوگوں کا ہے کام فقط ایزا رسانی
راہوں میں پڑے رہتے ہیں جو خار کی صورت
مدت سے ترستی ہیں تری دید کو آنکھیں
اے کاش کہ نکلے کو ئی دیدار کی صورت
جب ساتھ ترا ہے لگے ہر چیز ہی پیاری
صحرا بھی نظر آ ئے ہے گلزار کی صورت
کشتی مری ساحل سے لگا دیں گے تھپیڑے
لہریں نظر آ ئیں مجھے پتوار کی صورت
میں جن کے لئے راہ بناتا رہا زاہد
رستے میں کھڑی ہیں وہی دیوار کی صورت

☆☆

تجمل حسین زاہد
مہاراشٹر(بھارت)
+91 93226 48827

☆☆

میرے مالک، اب تو میرے درد کا درمان کر
کب تلک بیٹھی رہوں زخموں کی چادر تان کر
بند بوری شہر نا پرساں کو یہ پیغام ہے
اب لفافہ کھولنا اپنا پتہ پہچان کر
میں محبت میں بیانِ مصلحت سنتی نہیں
یا مجھے تسلیم کر یا جنگ کا اعلان کر
اجنبی ! مل بیٹھنے کے کچھ تقاضے تو نبھا
نوٹ کر گھر کا پتہ ، جھوٹا کوئی پیمان کر
دکھ تو ہوتا ہے مگر اس دل کو ڈھارس بھی تو ہے
اس نے رخ پھیرا مجھے اچھی طرح پہچان کر
اب کسی بھی بات پر حیرانگی ہوتی نہیں
ہو سکے تو سامنے آکر مجھے حیران کر
تیری یادوں کے دیے روشن ہیں دل میں آج بھی
شوق سے اپنے تئیں اس دل کو تو ویران کر
زندگی مشکل نہ ہو جائے صنم تو اس لئے
ہو سکے تو اپنی باتیں کچھ ذرا آسان کر

☆☆

تسنیم صنم
کوئٹہ بلوچستان (پاکستان)

☆☆

بڑے بے خوف پھرتے ہیں بڑے بے باک پھرتے ہیں
یہ دیوانے ہیں جو اکثر گریباں چاک پھرتے ہیں
انھیں دنیا کی پروا نہ کسی کے درد سے مطلب
بدن پر اوڑھ کر وہ عشق کی پوشاک پھرتے ہیں
وفاداروں کے جھرمٹ میں یہ جو ہیں بے وفا سارے
سرِ محفل یہ آ کر خود رگڑتے ناک پھرتے ہیں
یہ ایسے لوگ ہیں جن کو نہیں رونے سے کچھ فرصت
لیے وہ ہر جگہ پر دیدہء نمناک پھرتے ہیں
یہ سادہ لوح ہیں لیکن زمانے کے دکھانے کو
بڑے چالاک بنتے ہیں بڑے چالاک پھرتے ہیں
انھیں اک پل نہیں ہے چین دنیا کے جھمیلوں سے
یہ صحرا میں سروں پر بھی اڑاتے خاک پھرتے ہیں
ہمیں توقیر جانے کیا ہوا سردی کی شاموں میں
اداسی چہرے پر ڈالے بڑے غمناک پھرتے ہیں

☆☆

توقیر سید
پنجاب کالج جنڈ (پاکستان)
+92 316 5530529

☆☆

گردشِ حالات میں اُلجھے رہے
روز و شب کی مات میں الجھے رہے
کون کتنی پیاس میں تھا مر گیا
بس اسی اک بات میں اُلجھے رہے
زندگی کی دھوپ تھی یا سائباں
تلخ ہوتی رات میں الجھے رہے
کب ہوئی فرصت جو خود کو دیکھتی
کرب کے لمحات میں اُلجھے رہے
رات کا منظر ستارے بعد میں
شام کے اوقات میں الجھے رہے
زندگی کی گرد اوڑھے راستے
دھول ہوتے ہات میں اُلجھے رہے
گُل لباسِ زندگی کی آڑ میں
کاسنی جذبات میں اُلجھے رہے

☆☆

ثمینہ گُل
سرگودھا(پاکستان)

☆☆

اگرچہ یاد آنے کا بھی وہ موقع نہیں دیتا
مگر خود کو بھلانے کا بھی وہ موقع نہیں دیتا

سفر اپنا قفس کے بعد زنداں تک سلاسل ہے
مجھے تو دار جانے کا بھی وہ موقع نہیں دیتا

کہیں چپکے سے آجاتا ہے وہ ہر بار محفل میں
ہمیں وعدہ نبھانے کا بھی وہ موقع نہیں دیتا

وہ بچپن ہی غنیمت تھا جو کھل کے رو تو لیتے تھے
اب اک آنسو بہانے کا بھی وہ موقع نہیں دیتا

جمال اس نے ہمیشہ کی ہے جو خوابوں کی رکھوالی
اور اب ارماں سجانے کا بھی وہ موقع نہیں دیتا

☆☆

جمال زیدی
اسلام آباد (پاکستان)
+92 335 2821173

☆☆

میرا تکیہ مجھے بھگونے دو، مجھے سونے دو
دِل کھول کے مجھ کو رونے دو، مجھے سونے دو
میری آنکھیں نیند کی ماری ہیں، دُکھیاری ہیں
جو ہونا ہے وہ ہونے دو، مجھے سونے دو
جن سپنوں کی توقیر ہو تم، تعبیر ہو تم
اُن سپنوں میں مجھے کھونے دو، مجھے سونے دو
ہر حال میں روتا رہتا ہوں، سچ کہتا ہوں
اشکوں کے ہار پرونے دو، مجھے سونے دو
میں دُنیا سے بیگانہ ہوں، دیوانہ ہوں
اس واسطے اب تم سونے دو، مجھے سونے دو
میں جابر دریا جیسا ہوں، پر پیاسا ہوں
اس پیاس کو دریا ہونے دو، مجھے سونے دو

☆☆

جابر نظامی

حسن ابدال (پاکستان)
+92 342 5910019

☆☆

کچی مٹی کو بھلا خوابِ کلس کیا آئے
چشمِ درویش میں دنیا کی ہوس کیا آئے
تو نے اُس دن سے اتارا نہیں سبزے کا لباس
میرے بادل ترے صحرا پہ برس کیا آئے
اب کوئی آب و ہوا دل میں ٹھہرتی ہی نہیں
ہم ترے شہر میں کچھ روز کو بس کیا آئے
بے صدا ایسا ہوا نغمۂ دل وحشت میں
اب سخن میں کسی تاثیر کا رس کیا آئے
تُو نے اس پر بھی دیئے عمر کے طعنے مجھ کو
میرے حصے میں یہ دو چار برس کیا آئے
اُس پہ گزرا ہی نہیں کرب کا لمحہ کوئی
موسمِ نم کو درختوں پہ ترس کیا آئے
قافلے گم ہوں اگر خوابِ گراں میں آزر
میرے صحراوں سے آوازِ جرس کیا آئے

☆☆

ڈاکٹر جنید آزر

اسلام آباد (پاکستان)
+92 333 5193454

☆☆

اپنے گھر میں چُھپا ہوا ہوں میں
آندھیوں سے ڈرا ہوا ہوں میں
تم محبت سے نہ جلانا مجھے
زندگی کا بجھا ہوا ہوں میں
آتشِ غم مجھے پکائے کیا
مفلسی کا تلا ہوا ہوں میں
آگ کا ڈر نہیں ہے ہم وطنو
پانیوں کا جلا ہوا ہوں میں
میرے گھر والے کس جگہ ہوں گے
اپنے گھر سے کٹا ہوا ہوں میں
زندگی بار بار ڈستی ہے
بارِ غم سے مرا ہوا ہوں میں
خوف خُبدار ناگنوں سے نہیں
پانیوں کا ڈسا ہوا ہوں میں

☆☆

سید حبدار قائم
اٹک (پاکستان)
+92 304 149 6511

☆☆

خانہ بدوش ہیں نہ ہی دامن دریدہ لوگ
چہروں کو دیکھ، ہم ہیں مسافت کشیدہ لوگ
پرواز کی سکت نہ سہی تجربہ تو ہے
ممکن ہے کام آئیں کہیں پر بریدہ لوگ
چشمے اُبل پڑے ہیں جو صحرا میں جا بجا
دو چار دن رہے تھے یہاں آب دیدہ لوگ
تعبیر کچھ بتاؤ کہ تدبیر کر سکوں
خوابوں میں آ رہے ہیں کئی برگزیدہ لوگ
اب تو حسد کا ساز ہے اور نفرتوں کے گیت
اب تو ہیں خال خال یہاں خوش عقیدہ لوگ
مانا جمال جذبۂ کامل ہے تیرے پاس
چلتے ہیں راہِ عشق پہ لیکن چنیدہ لوگ

☆☆

حسیب جمال
اسلام آباد (پاکستان)
+92 315-331 1157

☆☆

دئے کا عزم کہ ڈر ڈر کے ٹمٹمانا کیا
ہوا کو فکر کہ اب کے کروں بہانہ کیا
انھیں بھی اہمیتِ عشق پر یقین نہیں
ذرا سی بات کو ہم بھی کریں فسانہ کیا
ہر ایک در پہ جو سر کو جھکانے والے ہیں
پھر ان کے در پہ بھلا اپنا سر جھکانا کیا
وہ ایک جگنو کئی سورجوں پہ بھاری ہے
اسے سکھاؤ گے ہوتا ہے جھلملانا کیا؟
بس ایک رسم نبھانے تم آئے، کیا آئے
یہی ہے آنا تو پھر آنا کیا، نہ آنا کیا
ہماری بات کا مطلب ہمیں کو سمجھائے
پھر اس کے آگے بھلا بین اب بجانا کیا
زمین اپنے ہی محور پہ کرتی ہے گردش
مزاج اس کا بھی عاقب ہے عاشقانہ کیا؟

☆☆

خان حسنین عاقب
مہاراشٹر (بھارت)
+91 94235 41874

☆☆

مسکراتے ہیں ، بات کرتے ہیں
دل دکھاتے ہیں ، بات کرتے ہیں
لوگ کہتے ہیں ، سنگ دل ہیں وہ
آزماتے ہیں ، بات کرتے ہیں
ان کو ہم سے ہے دشمنی لیکن
بھول جاتے ہیں ، بات کرتے ہیں
روٹھنا روز مشغلہ ان کا
ہم مناتے ہیں ، بات کرتے ہیں
روز مرغانِ شوق یاں آ کر
چہچہاتے ہیں ، بات کرتے ہیں
ہم بھی خاور سے بچ کے چلتے ہیں
تلملاتے ہیں ، بات کرتے ہیں

☆☆

ڈاکٹر خاور چودھری
حضرو ضلع اٹک، (پاکستان)
+92 300 9755499

☆☆

مجھ کو دنیا جو رلا دیتی ہے
میرے ہنسنے کی سزا دیتی ہے
وہ جو حاصل ہے کئی صدیوں کا
زندگی پل میں گنوا دیتی ہے
میں اندھیرا ہوں میری ہستی کو
تیری تنویر مٹا دیتی ہے
جاگتی ہے جو کبھی یاد تیری
ایک دنیا کو بھلا دیتی ہے
جب بھی آتی ہے بہار تازہ
پھول زخموں کے کھلا دیتی
روشنی کیسی ہے خالد یہ جو
سب اندھیروں کو مٹا دیتی ہے

☆☆

خالد محمود چوہدری
نیکاپورہ سیالکوٹ (پاکستان)
+92 300 6138089

☆☆

ھم سے کوئی درخت لگایا نہیں گیا
افسوس کچھ ثواب کمایا نہیں گیا
کمرے سے نقش اس کے مٹا تو دیئے مگر
خوشبو کو برتنوں میں چھپایا نہیں گیا
کرتے رہے ھیں رات کو اختر شماریاں
آنکھوں میں کوئی چاند بسایا نہیں گیا
بارش بھی تھی ہوا بھی تھی زاغوں کا خوف بھی
چڑیوں کے گھونسلوں کو بچایا نہیں گیا
خادم کسی کا بوجھ اٹھاتے بھی کس طرح
اپنا ھی بوجھ ھم سے اٹھایا نہیں گیا

☆☆

خادم حسین خاکسار:
راولپنڈی (پاکستان)
+92 316 5336336

☆☆

میں تیری یادوں سے ایک پل بھی رہا نہ غافل تو کر بھروسہ
تجھے بھلا کے ہے میرا جینا بہت ہی مشکل تو کر بھروسہ

قدم سے تیرے قدم ملا کر چلوں گا عمرِ تمام ہمدم
رہوں گا رنج و الم میں تیرے ہمیشہ شامل تو کر بھروسہ

غریب ہوں میں یہ سچ ہے لیکن حلال کھاتا ہوں یاد رکھنا
ہر ایک لقمہ تجھے بھی ہوگا حلال حاصل تو کر بھروسہ

بلا تکلف بھنور میں الفت کے اپنے دل کی اتار کشتی
ضرور کشتی کو تیرے دل کی ملے گا ساحل تو کر بھروسہ

غزل کا چہرہ سنوار دے گر ردیف تجھ کو بنا کے انجم
یقین ہے سنتے ہی جھوم جائے گی ساری محفل تو کر بھروسہ

☆☆

خورشید انجم پورنوی
ضلع پورنیہ بہار (بھارت)
+91 74819 40747

☆☆

پوچھ مت غم کہ مرا زخم ابھی تازہ ہے
چھوڑ مرہم کہ مرا زخم ابھی تازہ ہے
جھاڑ کچھ پھیر دے مرشد! کہ زمانہ بیتا
پھونک کچھ دم کہ مرا زخم ابھی تازہ ہے
اونچی آواز سے ڈر جاتا ہے دل میرا اب
بول مدّھم کہ مرا زخم ابھی تازہ ہے
زندگی موت ہے یا موت سے بھی آگے کچھ
شیر ہے سَم کہ مرا زخم ابھی تازہ ہے
چارہ گر! چھوڑ دوا، پہلے مجھے گیت سُنا
چھیڑ سرگم کہ مرا زخم ابھی تازہ ہے
صبر آنے پہ تجھے ساری بتاؤں گا بات
لے ذرا دم کہ مرا زخم ابھی تازہ ہے
بعد میں تم کو سناؤں گا خوشی کے نغمے
پہلے ماتم کہ مرا زخم ابھی تازہ ہے

☆☆

خرم شاہ
شنکیاری، ہزارہ (پاکستان)
+92 316 5924629

☆☆

جو ہے ہی نہیں وہ ابھی چاہئے
دعا یوں نہ اے ملتجی چاہیے
یہی چاہیے بس یہی چاہیے
ہمیں زندگی سروری چاہیے
دعا مانگنے کا سلیقہ نہیں
ان آنکھوں میں کچھ تو نمی چاہیے
اگے فصل کیسے زمیں بانجھ ہے
نمو کیلئے کچھ نمی چاہئے
نہیں ہے پتہ کل پھر آئے نہ آئے
ہمیں وعدہء سرمدی چاہیے
جو گھڑنا ہو کوزہ بھی کوئی تمہیں
تو مٹی بھی چکنی چھنی چاہیے
اڑو تم جہازوں سا نصرت مگر
زمیں پر نظر بھی جمی چاہیے

☆☆

خلیق الزماں نصرت
ممبئی۔(بھارت)
+91 99232 57606

☆☆

کھلے موسم میں زندہ رہنے والے اور ہوتے ہیں
یقیناً اس کی ہمت کے ہمالے اور ہوتے ہیں
محبت کا جہاں سے دوستو پیغام ملتا ہے
وہ مسجد اور ہوتی ہے شوالے اور ہوتے ہیں
پڑھے لکھوں کی محفل میں یہ منظر میں نے دیکھا ہے
حقیقت اور ہوتی ہے حوالے اور ہوتے ہیں
لگاتے ہیں جو بازی سرحدوں پر جان کی اپنی
وطن کا نام خوں سے لکھنے والے اور ہوتے ہیں
بہت ہی خوبصورت مانتا ہوں جام ہے لیکن
مرے محبوب کی آنکھوں کے پیالے اور ہوتے ہیں
ہزاروں قمقموں کی روشنی میں روز جیتے ہو
مگر ازہر چراغوں کے اجالے اور ہوتے ہیں

☆☆

خورشید ازہر،
جھارکھنڈ،(بھارت)
+91 98353 89108

☆☆

پارسا ہونا ، پارسا بننا، پارسا رہنا کم ہے کیا
سچ کہنا ،نیزے پر چڑھنا، پھر سچ کہنا کم ہے کیا
وقت کے دھارے میں اونچے اونچے ٹیلوں کا بہ جانا
تنکا ہوکر اپنی جگہ پر ا ٹکے رہنا کم ہے کیا
جن کے ایک اشارے میں کوہساروں کو بھڑ جانا تھا
ان کا سر پر پتھر کھانا پھر چپ رہنا کم ہے کیا
جبر کی اک شمشیر سے سب ہونٹوں پر تالے پڑ جانا
میرا ایسے میں ظالم کو ظالم کہنا کم ہے کیا
اک ہنستے چہرے کا ملمع اک اچھا خوش رنگ لباس
زندہ لاش پہ اس کو سجائے پھرتے رہنا کم ہے کیا
جیون کے انمول رتن کے لٹنے کی لذت کا سفر
جھیلتے رہنا،جھیلتے رہنا،جھیلتے رہنا کم ہے کیا
دانش اک وہ ہیں جو تھوڑی پی کر بہکے اور اک ہم
جام پہ جام پیے جانا پھر ہوش میں رہنا کم ہے کیا

☆☆

دانش کمال دانش سہارنپوری
سہارنپور (بھارت)
+91 90450 23204

☆☆

ایک موہوم سی امید پہ چل پڑتا ہے
روشنی دل کو دکھائیں تو اچھل پڑتا ہے
اے مری سانس گذارش ہے کہ آہستہ چل
ایک درویش کی خلوت میں خلل پڑتا ہے
بارِ احسان کوئی اس کو گوارا ہی نہیں
مری خود داری کے ماتھے پہ جو بل پڑتا ہے
دل میں آنا تو بہت سوچ سمجھ کر آنا
اس کے رستے میں سلگتا ہوا تھل پڑتا ہے
عشق تو ایک مسافت ہے بیابانوں کی
اس کے رستے میں کہاں تاج محل پڑتا ہے
پوچھتے کیا ہو مزاجِ دلِ دلشاد ہے کیا
یہ دیا پیار کی اک آنچ سے جل پڑتا

☆☆

دلشاد احمد
ساہووالہ ضلع سیالکوٹ (پاکستان)
+92 301 3754004

☆☆

زیست میں ایسی جسارت نہیں کرسکتا میں
تجھ سے یوں ترکِ محبت نہیں کرسکتا میں
تجھے دیکھا ، تجھے چاہا ، تجھے اپنا بھی لیا
اب کسی اور کی حسرت نہیں کرسکتا میں
جی میں آتا ہے کہ شفاف بدن کو چھولوں
پر یہ پامالیِ حرمت نہیں کرسکتا میں
تجھ سے اس درجہ محبت ہے کہ مت پوچھ صنم
مر کے بھی تجھ سے بغاوت نہیں کرسکتا میں
تیرے گاؤں کی فضاؤں پہ نچھاور سب کچھ
اب ترے گاؤں سے ہجرت نہیں کرسکتا میں
یہ مرا دل ہے ترے پیار کی دنیا جاناں
اس امانت میں خیانت نہیں سکتا میں
نقش ہے دل پہ جو آیاتِ عقیدت دانش
بے وضو اس کی تلاوت نہیں کرسکتامیں

☆☆

دانش حسیب دانش
کوپاگنج (بھارت)
+91 70803 34384

☆☆

آس کے دیپ بجز تیرے بُجھا بیٹھے ہیں
در پہ تیرے جو لیے حرفِ دُعا بیٹھے ہیں
دِل تو پہلے ہی گیا تھا تیری آواز کے ساتھ
تُجھ کو دیکھا ہے تو آنکھیں بھی گنوا بیٹھے ہیں
اب تو چہکیں گے خموشی میں بھی لفظوں کے پرند
تیرے ہونٹوں کی منڈیروں پہ جو آ بیٹھے ہیں
تُجھ سے معانی کا تقاضا بھی نہیں کر سکتے
دِل کی شاخوں سے بھی الفاظ اُڑا بیٹھے ہیں
ساتھ چلنے سے گریزاں ہیں اِسی واسطے ہم
دھوکہ پہلے بھی کسی شخص سے کھا بیٹھے ہیں
ہم بھی کیا لوگ ہیں ، تزئینِ چمن کی خاطر
بیل آکاس کی پیڑوں پہ چڑھا بیٹھے ہیں
ہم سُلگتے ہیں کسی اور چتا میں احسنؔ
اپنے دامن میں کوئی آگ چُھپا بیٹھے ہیں

☆☆

ذوالفقار احسن
سرگودھا (پاکستان)
+92 315 0569103

☆☆

قاصد ! اسے کہنا کوئی پیغام نہیں ہے،
کیا اور جہاں میں مجھے کچھ کام نہیں ہے؟
کرتا ہے یہ دعویٰ کہ خدا صرف میرا ہے،
دیوانہ ترا یوں ہی تو بدنام نہیں ہے
آیا ہے مرے نام ہی پروانہ اجل کا
اس شہر میں میرا کوئی ہم نام نہیں ہے
جس روز سے آنکھوں سے ہے ساقی نے پلائی
اس روز سے ہاتھوں میں میرے جام نہیں ہے
کہتا ہے سرِ دار اناالحق اناالحق،
اے عشق، تجھے کچھ غمِ انجام نہیں ہے؟
ایسا دلِ مرحوم کا خاموش جنازہ
کچھ شور نہیں ہے ،کوئی کہرام نہیں ہے
تڑپو نہ میرے بعد میری یاد میں گر تم،
ذیشان علی عکس میرا نام نہیں ہے

☆☆

ذیشان علی عکس
راولپنڈی،(پاکستان)
+92 316 565 8421

☆☆

سمجھ میں آیا مجھے گر کے اپنے سائے پر
زیادہ اڑتے نہیں مانگ کر پرائے پر
تھا آسماں کا ارادہ مگر زمانے کو
ملے زمیں پہ مرے خون میں نہائے پر
ہنسی اڑاتے نظر آتے ہیں کھنڈر ان کی
جنھیں گمان ِ محلات تھا سرائے پر
یقین کر انہیں ٹھوکر کبھی نہیں لگتی
نگاہ رکھتے ہیں جو روشنی کے سائے پر
بچی نہ پھر بھی ہواؤں سے اس چراغ کی لو
کئی پتنگوں نے جس کے لیے جلائے پر
ہمیں ضرور بتانا تمھیں اگر مل جائیں
کہیں محبتیں قسطوں پہ دل کرائے پر
وہاں پہ اصل پروں کا ہے کیا ہوئے نہ ہوئے
جہاں پہ ملتے ہوں راحت بنے بنائے پر

☆☆

راحت سرحدی
راولپنڈی،(پاکستان)
+92 321 583 2672

☆☆

ہم جیسے طلبگار تمھارے نہیں ہوتے
جو دل میں بسے ہیں وہ ہمارے نہیں ہوتے
باتیں ہیں فقط باتیں دِل جان تمھارے
سب لوگ یہاں جان سے پیارے نہیں ہوتے
ہر سمت نظر آتی ہیں خوابوں میں بہاریں
آنکھیں جو کھلیں پھر یہ نظارے نہیں ہوتے
اُلفت کا مُرَوّت کا بھرم رکھ لیا ہم نے
ہم ورنہ کسی موڑ پہ ہارے نہیں ہوتے
اک تم ہو مری دنیا میں بس پیار کے قابل
محبوب مرے حُسن کے سارے نہیں ہوتے
ہوتی ہے عطا حق سے جنھیں فقر کی دولت
بے کس وہ نہیں ہوتے بے چارے نہیں ہوتے
راشد جو لٹے زیست بھی گر راہِ وفا میں
اُلفت میں مجھے پھر بھی خسارے نہیں ہوتے

☆☆

راشد منصور راشد
لالہ موسیٰ (، پاکستان)
+92 336 4985167

☆☆

دور سے آتی ہیں آوازیں شکستہ
ہو گئی ہیں دل کی دیواریں شکستہ
مستی ء شوق نظر میں اک جنوں تھا
ریگ صحرا سے ہوئیں آنکھیں شکستہ
بوکھلاہٹ اب زباں میں ہو گئی ہے
کیسی باتیں ساری ہیں باتیں شکستہ
عکس سارے دھندلے ہیں اب نظر میں
خوبصورت سب ہیں تصویریں شکستہ
ہو گئی وحشت زدہ اب زندگانی
خواب میں بھی آتی ہیں شکلیں شکستہ
کچھ فسوں کاری ابھی جذبات میں ہے
بڑھ گیا ہے درد دل سانسیں شکستہ
جاں گسل ثاقب ہے یہ صحرا نوردی
آبلہ پا ہوں سبھی راہیں شکستہ

☆☆

رانا افتخار احمد ثاقب
اسٹاک ہولم (سویڈن)
+46 70 491 0554

☆☆

تجھے نہ ہو گا وہ حاصل کبھی جفاؤں میں
جو لطف مجھ کو میسر ہوا وفاؤں میں
جسے نہ دیکھ سکا دہر کے خداؤں میں
وہ جلوہ مجھ کو ملا ہے تری اداؤں میں
مہک بسی ہے تری شبنمی ہواؤں میں
تری ادا کا ہیولیٰ حسیں فضاؤں میں
بدن لباس میں تیرا مثالِ چشمہ ء نور
تجلی قید ہوئی ہے یہاں رِداؤں میں
اتر رہی ہے نظر دل میں اس طرح تیری
کرن ہو چاند کی جیسے رواں خلاؤں میں
ترا خیال کہ تنہائیوں کی وادی میں
سکوت ڈوب گیا نغمگی صداؤں میں
جو بات بات پہ تم آفرین روٹھ گئے
ادا بھی جیسے سزا ہو کوئی سزاؤں میں

☆☆

رشید آفرین
سیالکوٹ (پاکستان)
+92 301 610 1210

☆☆

کبھی اس دل میں حسرت جھانکتی ہے
کبھی آنکھوں میں حیرت جھانکتی ہے
کبھی حُسنِ طلب ہوتا ہے دل میں
کبھی سینے میں نفرت جھانکتی ہے
نہیں ہوتی کبھی تیری ضرورت
کبھی حسبِ ضرورت جھانکتی ہے
بہ طورِ خاص اِن آنکھوں میں دیکھو
بصارت میں بصیرت جھانکتی ہے
اگر دیکھیں تو اُن کی دوستی میں
عداوت ہی عداوت جھانکتی ہے
ندیمِ خوش نوا شعروں میں تیرے
حقیقت! در حقیقت جھانکتی ہے

☆☆

ریاض ندیم نیازی
بلوچستان، (پاکستان)
+92 333 370 1617

☆☆

آپ نے سوچا تھا اک کنکر گیا
ہاتھ سے تو آپ کے گوہر گیا

ختم کر کے اپنے حصّے کا سفر
بعد مدّت کے وہ اپنے گھر گیا

میں اُسے گُم سُم سی تکتی رہ گئی
مانگ تاروں سے مری وہ بھر گیا

میرے محسن کا یہ پہلا وار تھا
سمت میرے گھر کی جو پتھر گیا

پاس دولت کا سمندر تھا مگر
تشنگی لے کر سکندر مر گیا

اوڑھ لی اُس نے قناعت کی قبا
مار کر جو دہر کو ٹھوکر گیا

خوب ہے شبنم مسیحائی تری
پھول کا تھا زخم تازہ بھر گیا

☆☆

ریشماء طلعت شبنم
کرناٹک (بھارت)

☆☆

بے خیالی میں کنارہ اِس زمیں پر آ گیا
تھا جو دریا کا سہارہ اِس زمیں پر آ گیا

جستجو ہے یا جنوں ہے دیکھ اپنی کھوج میں
کہکشاں کا اک ستارہ اس زمیں پر آ گیا

چاند سورج کہکشاں نہ اِس کو مائل کر سکے
اس نے جس کو بھی اُتارہ اِس زمیں پر آ گیا

حوضِ کوثر سے نکل کر آبِ زم زم سے مِلا
ایک جھرنا لے کے دھارا اِس زمیں پر آ گیا

چھوڑکر لوح و قلم پر مجھ کو تنہا دیکھئے
میرا تھا جو وقت سارا اِس زمیں پر آ گیا

گنبدِ خضریٰ کا رنگ جاودانی دیکھ کر
سبز پرچم چاند تارہ اِس زمیں پر آ گیا

خواہشوں سے بھر کے اپنے آپ کو اِک دن مراد
رُوح کے سنگ دل ہمارا اِس زمیں پر آ گیا

☆☆

رحمان امجد مراد
سیالکوٹ، (پاکستان)
+92 318 1817336

☆☆

دل تھا پیاسا تری محبت کا
ملا دریا تری محبت کا
اک زمانے کی دشمنی پائی
کر کے دعویٰ تری محبت کا
میں نے وارا ہے اپنے سر سے جہاں
دوں گی صدقہ تری محبت کا
جان و دل سے نکھارنا ہے مجھے
غنچہ غنچہ تری محبت کا
غم کے سورج سے ہے چھپائے ہوئے
بس لبادہ تری محبت کا
مجھے مجھ سے ہی چھین لے اک دن
کیا بھروسہ تری محبت کا
میں سحر ہوں سو میرے دامن میں
ہے اُجالا تری محبت کا

☆☆

رخسانہ سحر
اسلام آباد (پاکستان)

☆☆

وہ وقت ، لوگ ، وہ پہلی سی چاہتیں نہ رہیں
ہماری جھولی میں پہلی سی راحتیں نہ رہیں
ہے راس آ گیا جب سے سکوتِ تنہائی
وہ رتجگے ، وہ محافل ،وہ ساعتیں نہ رہیں
بدلتے وقت نے ہر آرزو کچل ڈالی
جنم جو لیتی تھیں دل میں وہ خواہشیں نہ رہیں
گزار آئے ہیں اک عمر کھوجتے منزل
وہ کارواں نہ رہا اب مسافتیں نہ رہیں
نئی ڈگر پہ عجب چل پڑی ہے نسلِ نو
اب اس میں اپنے ہی آباء کی خصلتیں نہ رہیں
ہر ایک چہرے پہ چھایا ہے مکر کا سایہ
خلوص وہ نہ رہا ، وہ محبتیں نہ رہیں
تمام شکوے گلے ہیں بھلادیے روبی
ہو دوست یا کہ عدو ، اب عداوتیں نہ رہیں

☆☆

روبینہ ممتاز روبی
کراچی (پاکستان)

☆☆

رخ پہ روز ملتے ہیں جو فریب کا غازہ
وہ خلوص کا میرے کیا کریں گے اندازہ

نفرتوں کے یہ پودے مت اگاؤ ذہنوں میں
ورنہ تم بھی بھگتوگے اس خطا کا خمیازہ

آؤ مل کے ہم دونوں مسئلے کا حل سوچیں
منتشر نہ ہو جائے زندگی کا شیرازہ

تنگ ذہنی چھوڑو تم،آؤ پھر گلے مل لو
وا ہمیشہ رکھتے ہیں ہم تو دل کا دروازہ

خواہشوں کے دریا میں عمر کاٹ دی ساری
پھر بھی اسکی وسعت کا ہو سکا نہ اندازہ

ہم بھی وہ جیالے ہیں سر جھکا نہیں سکتے
لاکھ وہ کرے ہم پر روز اک ستم تازہ

اس قدر نقابیں ہیں آج سب کے چہروں پر
دیکھ کر نہیں ہوتا شخصیت کا اندازہ

☆☆

ریاض ساغر
مظفرنگر(بھارت)
+91 98373 83839

☆☆

دیے میں رکھّی ہیں آنکھیں بھی رتجگے کے ساتھ
ہمیں بھی ایک تعلّق تھا دیکھنے کے ساتھ

یہ کون ڈوب رہا ہے ؟ یہ کوئی دنیا ہے
کہ ہم سفر تھی کوئی روشنی گھڑے کے ساتھ

کسے بتائیں گزرتے ہیں کیسے دن میرے
سنا تھا درد ہو جاتا ہے کم سے کے ساتھ

ضرورتوں نے ہمیں دسترس میں رکھا ہے
ہوس کی رسی لپٹتی گئی گلے کے ساتھ

میں سوکھتے ہوئے باغوں کا پیڑ ہوں لودھی
کہ پھول پھل تو لگیں گے ہرے بھرے کے ساتھ

☆☆

رفیق لودھی
سیالکوٹ(پاکستان)
+ 92 320 711 5443

☆☆

حسن بھی کیا عجب نظارہ ہے
پھول پتھر پہ دے کے مارا ہے
بن گیا ہوں چبھن نگاہوں کا
تو نے جب سے مجھے پکارا ہے
دو کنارے کبھی نہیں ملتے
تو مرا دوسرا کنارا ہے
جنگ ہو نا یہاں یقینی ہے
اتنے بچوں میں اک غبارہ ہے
تیرگی کو بگاڑ دیتا ہے
ایک جگنو ہے یا شرارہ ہے
رگ و پہ میں اترتا جاتا ہے
نقش پانی پہ جو اتارا ہے
تجھ سے مل کر طلب رہی دل میں
تجھ سے ملنا کہیں دوبارہ ہے

☆☆

زاہد انجم
سیمنٹ فیکٹری واہ (پاکستان)
+92 321 597 4931

☆☆

حرصِ دنیا نے کیا طوفاں اٹھا کے رکھا ہے
کیا نشہ ہے جو یوں سب کچھ بھلا کے رکھا ہے
اے جنوں آ تو گلے آ کے لگا لے مجھ کو
عقل نے مجھ کو تماشا بنا کے رکھا ہے
لے کے بیٹھے ہیں ہتھیلی پہ وہ خبریں ساری
روزناموں نے بے پر کی اڑا کے رکھا ہے
سر کو کیا پیٹنا جملوں کی سحر کاری پر
کیا تماشا ہے یہ جو اپنا بنا کے رکھا ہے
چاند روٹی میں دکھاتے ہو تم اک بھوکے کو
چارہ گر تم نے عجب ڈھونگ رچا کے رکھا ہے
دشمنی کیا ہے بتا تجھ کو اذاں سے ناداں
کفر نے کیا تجھے دیوانہ بنا کے رکھا ہے ؟
یہ انا ہے یا جہالت ہے تمہاری کیا ہے ؟
رو بہ روشنی کے یہ کیا جلا کے رکھا ہے

☆☆

زبیر حسن شیخ
ممبئی (بھارت)
+91 24768 11289

☆☆

درد آنکھوں میں بسا لیتے ہیں سوجاتے ہیں
غم ترا دل میں چھپا لیتے ہیں سوجاتے ہیں
رات بھر خواب میں آتے ہیں ترے نین ونقش
عکس، سینے سے لگا لیتے ہیں سوجاتے ہیں
خواہشِ وصل لیے پھرتے ہیں دل میں لیکن
شمع فرقت کی جلا لیتے ہیں سوجاتے ہیں
فرقتِ یار میں کیا ذکر کریں اس دل کا
چند اشکوں کو بہا لیتے ہیں سوجاتے ہیں
جب تری دید کی دولت مجھے مل جاتی ہے
دولتِ دہر کما لیتے ہیں سوجاتے ہیں
غم بھری اپنی کہانی ہے محبت والو
سوگ کچھ دیر منا لیتے ہیں سوجاتے ہیں
بام و در زین کے ساتھی ہیں غم ہجراں میں
محفلِ درد جما لیتے ہیں سوجاتے ہیں

☆☆

زین العابدین مخلص
مردان(پاکستان)
+92 305 780 2728

☆☆

ہر کسی میں وفا نہیں ہوتی
ہر نظر آئینہ نہیں ہوتی دل
وہ انمول شے ہے دنیا میں
جس کی قیمت ادا نہیں ہوتی
ساتھ یہ عمر بھر نبھاتی ہے
زندگی بے وفا نہیں ہوتی
جب خوشی کا مقام ہو دل میں
غم کی آب و ہوا نہیں ہوتی
نیتوں میں اگر ہو کھوٹ کوئی
کارآمد دعا نہیں ہوتی
جاری رہتا ہے یہ زمانے میں
ظلم کی انتہا نہیں ہوتی
یہ ھے میرا مشاہدہ زرقا
ھر نظر میں حیا نہیں ھوتی

☆☆

ڈاکٹر زرقا نسیم غالب
لاہور (پاکستان)

☆☆

جب طلب ہو تو برستی نہیں اک پل بارش
خود جو برسے تو برستی ہے مسلسل بارش

اب کے یوں ٹوٹ کے برسی کہ نہ برسی تھی کبھی
جیسے برسوں سے برسنے کو تھی بے کل بارش

نتھیا گلی کے وہ دن رات نہ بھولیں گے کبھی
وہ میں وہ تم وہ گھنی دھند وہ جنگل بارش

اب بھی ساون کے مہینے میں بہت یاد آئے
وہ ترا ساتھ حسیں رات وہ ہوٹل بارش

رات بھر یاد دلاتی رہی اس رات کی بات
رات بھر دل میں مچاتی رہی ہلچل بارش

ایبٹ آباد کی رونق ہے انہی کے دم سے
سبزہ و گل یہ حسیں لوگ یہ بادل بارش

اور کچھ دیر ٹھہر جاؤ ابھی جانِ سکوں
تھم تو لینے دو مرے اشکوں کی پاگل بارش

☆☆

سلطان سکون

ایبٹ آباد ہزارہ (پاکستان)

+92 314 500 2475

☆☆

کچھ ایسی در اڑیں تھیں دیوار و در میں
مخالف ہوائیں چلی آئیں گھر میں

ترا ساتھ تھا اونچی نیچی ڈگر میں
عجب لطف آیا مجھے اس سفر میں

تماشہ تو دیکھو خدا بن گئے ہیں
جو پتھر پڑے تھے مری رہ گزر میں

مرے گھر سے منسوب ہیں کچھ ستارے
انہیں ڈھونڈتے کیوں ہو شمس و قمر میں

سیاست کا محتاج تھا یہ زمانہ
ادھر سے ادھر ہوگیا رات بھر میں

اسے لوٹ لینا اسے کاٹ کھانا
پدر کی صفت تھی جو آئی پسر میں

کبھی تو فراست سے لو کام یاور
میاں کیوں ہو الجھے اگر میں مگر میں

☆☆

سلیم یاور

،مہاراشٹرا، (بھارت)

+91 94235 56722

☆☆

خوں کے قطرے بہائے جاتے ہیں
کیا یہاں دل جلائے جاتے ہیں
رازِ دل چشمِ تر بتاتی ہے
رنج وغم کب چھپائے جاتے ہیں
دے کے پیغام شانتی کا یہاں
کچھ کبوتر اڑائے جاتے ہیں
کوئی اپنا ہو یا کہ بے گانہ
سارے رشتے نبھائے جاتے ہیں
چاک ہوتے ہیں عزم سے پتھر
راستے خود بنائے جاتے ہیں
فرش کیا عرش رونے لگتا ہے
جب جنازے اٹھائے جاتے ہیں
دل دکھانا ہے ایک جرم عظیم
عیب سب کے چھپائے جاتے ہیں

☆☆

سالم عظیم
مانو پور کوپا گنج (بھارت)
+91 80900 36380:

☆☆

دل توڑ کے ہنستے ہو، یہ عادت نہیں اچھی
نفرت کا یہ انداز ہے ، نفرت نہیں اچھی
دیکھا ہے کئی بار تمہیں غیروں کے ہمراہ
اے دوست! یہ ہرجائی محبت نہیں اچھی
دل صاف نہیں رکھتے ہو کیوں میری طرف سے
کینہ نہیں اچھا ، یہ کدورت نہیں اچھی
کچھ فکر وطن کی ہے، نہ سرحد کی خبر ہے
کرسی پہ تو بیٹھے ہیں حکومت نہیں اچھی
کہتے تھے کہ حالات بدل دیں گے وہ سب کے
لیکن ہے کسی گھر کی بھی حالت نہیں اچھی
سن سعدیہ! منزل کی طرف بڑھتی ہی رہنا
رستے میں کہیں رکنے کی فطرت نہیں اچھی

☆☆

سیدہ سعدیہ فتح
کولکاتہ (بھارت)

☆☆

سورج کی شعاعوں سے نگاہوں کو بچاتے
دھرتی پہ لگی آگ مگر کیسے بجھاتے
سچ جھوٹ برابر ہوا اس دور زیاں میں
الجھے ہوئے حالات سلجھنے نہیں پاتے
دشمن ہے ترا کون تجھے کیسے خبر ہو
اغراض پہ چلتے ہیں سبھی رشتے و ناتے
افسوس زمیں بوجھ سے اب ہلنے لگی ہے
اعمال بھی ابدان کا ہیں ساتھ نبھاتے
اک طرفہ تماشا ہے چلن اہل ہنر کا
دستور بدل جاتے ہیں تدبیر میں آتے
رندوں سے شکایت نہیں بیگانہ روی کی
ذی ہوش بھی دیکھے ہیں زمانے کو ستاتے
دامن میں لئے بیٹھے ہیں دستار فضیلت
انصاف کے اب ان کو تقاضے نہیں بھاتے

☆☆

پروفیسر سبین یونس
اسلام آباد (پاکستان)

☆☆

بوجھ سر سے اتارنا تو تھا
زندگی کو گزارنا تو تھا
اپنے بچوں کی خواہشوں کیلئے
اپنی خواہش کو مارنا تو تھا
کیا ہوا گر غریب ہے لڑکی
اس نے خود کو سنوارنا تو تھا
دردِ دل حد سے بڑھ گیا تھا جب
اس کو ہم نے پکارنا تو تھا
پیش کی رکھ کے جاں ہتھیلی پر
قرض اس کا اتارنا تو تھا
کھیل کھیلا اسی کی مرضی سے
جیت کر ہم کو ہارنا تو تھا

☆☆

شاہ نواز سواتی
اسلام آباد (پاکستان)
+92 306 553 0494

☆☆

مٹھی بھر لوگ تو یکسو بھی نظر آئے ہیں
عشق میں حرص کے پہلو بھی نظر آئے ہیں

اس کا مطلب ہے پلٹ آئیں بہاریں پھر سے
موسمی پنکھ پکھیرو بھی نظر آئے ہیں

مسکراہٹ تو اُسے صاف دکھائی دی ہے
کیا مری آنکھ میں آنسو بھی نظر آئے ہیں

آپ کے جانے سے ممتاز ہوئے دوسرے لوگ
چاند ڈوبا ہے تو جگنو بھی نظر آئے ہیں

بے سبب کون اُڑاتا ہے سرِ دشت غبار
قیس کے دیس میں آہو بھی نظر آئے ہیں

میں نے فنکار بھی چنگل میں پھنسے دیکھے ہیں
ڈوبنے والوں میں تارو بھی نظر آئے ہیں

مرنے والوں میں تو جری بھی کئی ہونگے ولی
مارنے والوں میں ترسو بھی نظر آئے ہیں

☆☆

شاہ روم خان ولی
مردان (پاکستان)
+92 345 2157824

☆☆

میں نہیں جانتا کتنا تجھے دیکھا تھا کہ بس
عکس اک آنکھ کی دہلیز پہ اترا تھا کہ بس

ہوگئے ذہن میں سب سوچ کے خلیے جامد
کوئی خوشبو کی طرح پاس سے گذرا تھا کہ بس

پھر نہ قرطاس و قلم میں رہا رشتہ باقی
کون سا ایسا تھا وہ لفظ جو لکھا تھا کہ بس

پھر نہ تصویر کسی طور مکمل دیکھی
دل کا آئینہ تری یاد میں چٹخا تھا کہ بس

مجھ کو جو اڑتے ہوئے شام ہوئی ہے شاکر
خواہشِ رزق میں کیا میں بھی پرندہ تھا کہ بس

☆☆

ڈاکٹر شاکر کنڈان
سرگودھا (پاکستان)
+92 321 600 4961

☆☆

عجب حالت میں مخلوق خدا ھے
اک عفریت آ مر دنیا بنا ھے
وہ لا غیری کے نعرے مارتا ھے
بلا سمجھے کہ بالا تر خدا ھے
امیر ملک کو چپ سی لگی ھے
محل میں حادثہ ایسا ھوا ھے
کہیں اٹھے نہ اندر سے بغاوت
امیر شہر کو دھڑکا لگا ھے
ھر اک مجرم ھوا اس کی نظر میں
وہ لشکر لے کے،دنیا پہ چڑھا ھے
نھیں معلوم اپنا عرصہ زیست
حکومت کرنے دنیا پر چلا ھے
نظر کے سامنے بپھرا سمندر
کوئی کشتی نہ کوئی نا خدا ھے
خداباقی و،لا یزل ھے، شاھد
ھے فانی جو بھی،غیر اللہ ھے

☆☆

شاھد بخاری

فیصل ٹاؤن لاہور

+92 300 485 5148

☆☆

اسی پہ آ نکھ ٹھہرتی ہے پیارا لگتا ہے
ہمیں جو دیکھ لے ہنس کے، ہمارا لگتا ہے
اسی کی بات سنے اور اسی کی بات کرے
ہمارے دل پہ اسی کا اِجارہ لگتا ہے
پھٹا لباس نہ دیکھ اس کی بات غور سے سن
مجھے وہ شخص محبت میں ہارا لگتا ہے
ادب میں عہدے نہیں کام بولتا ہے میاں!
وہ ایک شخص اکیلے ادارہ لگتا ہے
جو شخص ڈوب رہا ہو شکستِ ذات کے بیچ
بھنور بھی دور سے اس کو کنارہ لگتا ہے
یہ شعر گوئی ہے یہ پارٹ ٹائم جاب نہیں
اور اس میں آ دمی سارے کا سارا لگتا ہے
مَیں گہری نیند سے بیدار ہو گیا نازش
کسی نے خواب میں مجھ کو پکارا، لگتا ہے

☆☆

شبیرنازش،

کراچی،(پاکستان)

+92 333 361 1994

☆☆

بھول جاتا ہے وہ اکثر گفتگو کرتے ہوئے
میں ہی شہرِ آرزو تھا آرزو کرتے ہوئے

میں ہی تھا حرفِ تمنا میں ہی تھا شہرِ مراد
میں ہی سجدوں میں بسا تھا جستجو کرتے ہوئے

میں ہی تھا دستِ طلب میں، میں ہی تھا حُسن نظر
زندگی کے راستوں کو خوبرو کرتے ہوئے

ڈھونڈتا ہے آئینے میں وہ مرا حُسنِ نظر
اور شرماتا ہے خود کو روبرو کرتے ہوئے

چاہتوں کے اک سمندر میں ہوئے تھے غوطہ زن
اور ہم نکلے فضا کو مشکبو کرتے ہوئے

چھپ گیا شرما کے پھر وہ بادلوں کی اوٹ میں
چاند کو دیکھا تھا تیرے روبرو کرتے ہوئے

روشنی کے پھیلنے کا ایک منظر تھا مراد
چاند چہرہ شاعری کے روبرو کرتے ہوئے

☆☆

شفیق مراد
فرینکفرٹ (جرمنی)
+49 177 5060855

☆☆

کسی کو زندگی اپنی کبھی سزا نہ لگے
کسی کو عین جوانی میں بد دعا نہ لگے

تو کِھلکھلاتے ہوؤں میں بھی دل شکستہ دیکھ
کسی کا اشک تجھے غم کی انتہا نہ لگے

تمہارے ہجر کی میٹھی تڑپ یہ باقی رہے
تمہارے بعد مجھے کوئی دم دوا نہ لگے

کسی گلاب کی خوشبو نہ میرے گھر آئے
خیالِ یار کی خوشبو کو یہ برا نہ لگے

تو مجھ کو سن نہ سکے اور کچھ سنا نہ سکے
تو خود کو بت نہ لگے اور مجھے خدا نہ لگے

☆☆

سید شہاب الدین
مانسہرہ (پاکستان)
+92 311 320 0992:

☆☆

ہم کو آشفتگی نے مارا ہے
ہر قدم سر کشی نے مارا ہے
چھوڑا دامن اجل نواز نے تو
راہ میں زندگی نے مارا ہے
اتنی نفرت رہی تعفن سے
روح کی شستگی نے مارا ہے
دوستی بادلوں سے تھی میری
پھر بھی تشنہ لبی نے مارا ہے
چاند کی روشنی تھی آنگن میں
روح کی تیرگی نے مارا ہے
اک بلندی نے ساتھ کیا چھوڑا
پستیوں میں سبھی نے مارا ہے
دل تھا اک آئینہ جسے تابشؔ
سنگ شیشہ گری نے مارا ہے

☆☆

شہزاد تابش

لاہور" (پاکستان)

+92 300 8882842

☆☆

یہ جو دنیا ہے ناجت پہ اتر سکتی ہے
سچ کہو گے تو عداوت پہ اتر سکتی ہے
شاہزادوں سے کہو حد سے تجاوز نہ کریں
کل نحوست در دولت پہ اتر سکتی ہے
کوزہ گر تو مری مٹی کو نہ آسان سمجھ
چاک پہ چڑھ کے بغاوت پہ اتر سکتی ہے
ہم گنہگار سہی منکر و مایوس نہیں
اس کی رحمت بھی شفاعت پہ اتر سکتی ہے
اپنے کردار کو اسلاف کا آئینہ بنا
خلق اب بھی تری بیعت پہ اتر سکتی ہے
تو نے پرکھوں کی روایت سے بغاوت کی ہے
چاندنی کیسے تری چھت پہ اتر سکتی ہے
بیٹھ احباب کی صحبت میں ذرا دیر شکیلؔ
جو گرانی ہے طبیعت پہ اتر سکتی ہے

☆☆

شکیل ابن شرف

مہاراشٹر، (بھارت)

+91 89751 02459

☆☆

آدمی کی کیا حقیقت ؟ آدمی کچھ بھی نہیں
زندگی بے قدر شے ہے ،زندگی کچھ بھی نہیں
چاند تاروں سے مزین آسماں بے سود ہے
دل اگر تاریک ہو تو چاندنی کچھ بھی نہیں
حسنِ عیار و ستم ایجاد کے نخرے ، عبث
عشقِ سادہ کی اداسی ، بے کلی کچھ بھی نہیں
جب عصائے موسوی حرکت میں آئے تو کمال
سامنے فرعون ہو یا سامری ، کچھ بھی نہیں
گلشنِ دنیا کی رونق عارضی ہے عارضی
دائمی کچھ بھی نہیں ہے، سرمدی کچھ بھی نہیں
درحقیقت ، نام ہیں دونوں ترے احساس کے
زخم ہائے آرزو ہوں یا خوشی کچھ بھی نہیں
تذکرہ شوکت نہ ہو جس میں جمالِ یار کا
وہ سخن کچھ بھی نہیں ،وہ شاعری کچھ بھی نہیں

☆☆

شوکت محمود شوکت
اٹک (پاکستان)
+92 321 530 4679

☆☆

وہ ملا تو جانے کیوں اک شور سا برپا ہوا
بات معمولی تھی سارے شہر میں چرچا ہوا
چل رہی تھیں سارے جنگل میں ہوا کی برچھیاں
پاس ہی اک جھونپڑی میں دیپ تھا جلتا ہوا
کل ستارے رو رہے تھے بے کسی پر جب مری
چاند کو دیکھا تھا میں نے جھیل میں ہنستا ہوا
جانے کب اور کس جگہ سانسوں کو آزادی ملے
دور تک اک سلسلہ ہے حبس کا پھیلا ہوا
اک کھلونے کی طرح انسانیت کا ہے وجود
شاہراہِ زندگی پر ٹوٹ کر بکھرا ہوا
لوگ کہتے ہیں جسے تصویرِ زخمِ آرزو
گلشنِ احساس میں وہ پھول ہے مہکا ہوا
میری آنکھیں رات دن بس اس کی جانب ہیں شفیق
اِن خلاؤں سے پرے وہ کون ہے ٹھہرا ہوا

☆☆

.ڈاکٹر شفیق آصف
سرگودھا (پاکستان)
+92 333 6054622

☆☆

نہ دھرتی نہ کوئی گگن عاصمی
کہاں لے کے آئی لگن عاصمی
ٹھکانہ یہی اور منزل یہی
ہے دشت و جبل پیرہن عاصمی
یہ دریا ، یہ سبزہ ، یہ کوہ و دمن
یہ رستوں میں بہکا چمن عاصمی
نہ مرضی ہے اپنی نہ خواہش کوئی
لیے جا رہی ہے پون عاصمی
یہی کُل کمائی ، اثاثہ یہی
عدد اور کتابوں کا دھن عاصمی
وہ اک کان گن تھا ، بپا روزِ حشر
دھواں ہی دھواں تھا کفن عاصمی
جو شفقت سخن مثلِ زنجیر ہو
مجھے مارے میرا ہی فن عاصمی

☆☆

شفقت عاصمی
کوئٹہ (پاکستان)
+92 334 245 9306

☆☆

جنوں کے دور میں خود سے بھی رابطہ کب تھا
کبھی زمانے سے کچھ بھی کہا سنا کب تھا
میں گرد راہ کو منزل کا راستہ سمجھی
مری نگاہ کا دھوکا تھا قافلہ کب تھا
مزاج زیست نہ بدلا کسی بھی موسم نے
نئی فضا میں نئی رت کا ذائقہ کب تھا
ہجومِ فکر کی تجسیم کس طرح ہوتی
نظر کے سامنے منظر کوئی بنا کب تھا
میں کس سے آبلہ پائی کی داستاں کہتی
سفر کے بعد ہوا تم سے رابطہ کب تھا
ہوا کو سونپ دیا ریزہ ریزہ ہوتا وجود
بکھر کے جینے کا شہناز حوصلہ کب تھا

☆☆

شہناز مزمل
لاہور (پاکستان)
+92 300 427 5692

☆☆

محشر ہی بپا ہے نہ قیامت کی گھڑی ہے
پھر بھی میں جسے دیکھوں اُسے اپنی پڑی ہے

محصورِ اَنا کا تو نکل آ نا ہے مشکل
دیوار پہ دیوار پہ دیوار کھڑی ہے

اوروں کی حفاظت کی وہاں بات کرے کون
حاکم کو جہاں اپنی حفاظت کی پڑی ہے

لڑنے کو حوادث سے جو تیار ہوئے ہم
اب گردشِ ایام کو خود اپنی پڑی ہے

اِس درجہ کبھی ٹوٹ کے چاہا نہیں تُو نے
شاید یہ تری مجھ سے بچھڑنے کی گھڑی ہے

اُمید پہ قائم ہے زمانے کا بھرم بھی
دل کو بھی تجھے پانے کی اُمید بڑی ہے

پہنچا ہوں کہاں خود سے میں لڑتا ہُوا شاعر
سورج ہے سَوا نیزے پہ یاں دھوپ کڑی ہے

☆☆

شاعرعلی شاعر
کراچی،(کستان)
+92 336 208 5325

☆☆

سہما سہما سا بام و در کیوں ہے
اتنا ویران میرا گھر کیوں ہے

سچے جذبے ہوئے ہیں کیوں ناپید
ہر کوئی مبتلائے زر کیوں ہے

اتنی آسائشوں کے ہوتے ہوئے
آج بے چین ہر بشر کیوں ہے

خاتم ا لمرسلینؐ کی امت ہے
سوچیے ، پھر بھی در بہ در کیوں ہے

کسی مفلس کا حق دبایا ہے
ورنہ یہ پیڑ بے ثمر کیوں ہے

ہر مسافر کو مل گئی منزل ؟
اتنی ویران رہ گزر کیوں ہے

ان کی ہر بات معتبر شازی
میری ہر بات بے اثر کیوں ہے

☆☆

شہناز یاسمین شازی
لاہور(پاکستان)

☆☆

نہیں تھا ایسا جیسا ہوگیا ہے
عجب دنیا کا نقشہ ہوگیا ہے
کہیں چُبھتی ہیں دشمن کو اذانیں
کہیں دشوار پردہ ہو گیا ہے
نہیں کوئی مرے قد کے برابر
جسے دیکھو وہ اونچا ہوگیا ہے
اٹھائے ہیں بہت اِس نے جنازے
بہت مضبوط شانہ ہو گیا ہے
سبھی کچھ اب ہے اس کی دسترس میں
مصاحب اب وہ شہ کا ہوگیا ہے
دوائیں پتلا کرنے میں لگی ہیں
بدن کا خون گاڑھا ہو گیا ہے
جواں ہونے لگے ہیں شعر اس کے
شفیق اب جب کہ بوڑھا ہو گیا ہے

☆☆

شفیق رائے پوری
جگدل پور (بھارت)
+ 91 94060 78694

☆☆

مٹھی میں بھر کے چاند ستارے سمیٹ لوں
چھالوں سے پیر، درد کے مارے سمیٹ لوں
ماں باپ کے بغیر بنے راستے کی دھول
بکل سی اوڑھ کے وہ بے چارے سمیٹ لوں
اک لمحے کا بھروسہ فقط میرے پاس ہے
اک لمحے کی حیات کے پارے سمیٹ لوں
جس لمحے آسمان ذرا مہرباں دکھے
بہتے وہ نور کے سبھی دھارے سمیٹ لوں
کچھ خواب دھنک رنگ ہیں اور کچھ خیال ہیں
افلاک میں یہ اڑتے غبارے سمیٹ لوں
روشن تمھیں جو کرکے دیے خالی ہو گئے
خالی دیوں کو آج تمھارے سمیٹ لوں

☆☆

شیریں گل رانا
لاہور (پاکستان)

☆☆

یہ نہیں ہے کہ مرا یار مقابل ہے مرے
اصل میں تو مرا معیار مقابل ہے مرے
در میں ہوتی ہوئی دیوار مقابل ہے مرے
اب مرا یار طرحدار مقابل ہے مرے
میرے ہاتھوں جو کہانی میں ہوا تھا تخلیق
ہے یہی دکھ کہ وہ کردار مقابل ہے مرے
جیسے دریا، پسِ دریا ہوا کرتا ہے کوئی
دار، اک اور سر۔دار مقابل ہے مرے
میں سمجھتا تھا کہ مارا ہے عدو نے شب خوں
کیا خبر تھی مرا سالار مقابل ہے مرے
عین ممکن ہے کہ ہونا ہی پڑے اب پسپا
آج جیتی ہوئی اک ہار مقابل ہے مرے
مجھ کو شہزاد بتا کیسے سمیٹوں خود کو
ایک طوفان لگاتار مقابل ہے مرے

☆☆

شہزاد بیگ
فیصل آباد(پاکستان)
+92 300 791 7220

☆☆

انا کیش ہیں سر اُٹھا کر چلیں گے
سرِ دار بھی مسکرا کر چلیں گے
جہاں جس جگہ راج ہے ظلمتوں کا
ہم اُن ظلمتوں کو مٹا کر چلیں گے
غُلامانِ شبیر دشتِ بلا میں
حقیقت کا پرچم اُٹھا کر چلیں گے
یزیدوں کے مدِ مقابل مجاہد
قسم اُن شہیدوں کی کھا کر چلیں گے
بُرائی بروں کا مقدر رہی ہے
بُرائی سے دامن بچا کر چلیں گے
محلات جو آمروں کے ہیں مسکن
نقوشِ کُہن سب مٹا کر چلیں گے
وہی ہوں گے شمشاد جنت کے وارث
بھرا گھر جو اپنا لٹا کر چلیں گے

☆☆

شمشاد سرائی
لیہ (پاکستان)
+92 307 5102471

☆☆

باقی جہاں درد میں بھی سو گیا مگر
اک میرا دل تھا رات کو بھی جاگتا رہا

کیا پوچھتے ہو جام کا رندانِ مے کدہ
میں چشمِ التفات لئے سوچتا رہا

صبحِ مدام رقص میں مسرور تھا جہاں
پر تیرگی کے خوف سے دل کانپتا رہا

جب دِل پہ نقش سایہء دیوارِ شب ہوا
میں جانبِ یارانِ دہر ، دیکھتا رہا

انجم ہمارے جسم کا تھا درد لا علاج
عمرِ تمام اندروں ہی پھیلتا رہا

☆☆

ایم شیراز انجم
لاہور کینٹ (پاکستان)
+ 92 301 402 1094

☆☆

اِس طرف بھی کچھ اُجالے رہنے دو
اپنی یادوں کے حوالے رہنے دو
کیا کروگے ساری چیزیں چھین کر
اپنے خط ، اپنے رسالے رہنے دو
چاہے دفنا دو مری تم لاش کو
درد ، آہیں اور نالے رہنے دو
روشنی ساری نہ چھینو مجھ سے تم
پاس میرے بھی اجالے رہنے دو
وصل میں اچھے نہیں شِکوے گِلے
تم میرے ہونٹوں پہ تالے رہنے دو
عشق صارِم اور کر لوں اک مگر
کون اب یہ روگ پالے رہنے دو

☆☆

صارِم ملک
اِسلام آباد (پاکستان)
+92 300 7358415

☆☆

جو تیرگی کو مٹادے وہ روشنی ہوجا
فنا جو کردے جہالت وہ آگہی ہوجا
خدا شناسی تری دسترس سے باہر ہے
تو اپنے آپ کو پہچان اور ولی ہوجا
اگر گزر ہو ترا نفرتوں کی بستی سے
جہاں قیامِ محبت ہو وہ گلی ہوجا
ہے تیری ذات میں موجود حق بھی باطل بھی
ہے اختیار تجھے، چاہے جو، وہی ہوجا
حریصِ دارِ فنا دل کو مت بنا اپنے
ہوائے نفس سے بچ، حرص کی نفی ہوجا
تلاشِ نقشِ کفِ پائے مصطفیٰ میں نکل
سگِ گدائے درِ زہرا و علی ہوجا
کسی دکھے ہوئے دل کو صبا خوشی دے کر
جو چشمِ دل میں اتر آئے وہ نمی ہوجا

☆☆

صبا عالم شاہ
شیفیلڈ، (برطانیہ)
+ 44 7407735930

☆☆

ہوئی ہے تجھ سے ہی روشن مری حیات غزل
میں شادماں ہوں بہت تُو ہے میرے ساتھ غزل
کوئی بھی ہم کو جدا اس سے کر نہیں سکتا
ہمارا عشق ہے مذہب، ہماری ذات غزل
جگر کی، میر کی، غالب کی، آبرو تُو ہے
بیاں ہو مجھ سے بھلا کیا تری صفات غزل
جہاں میں چار سو پھیلی جو میری شہرت ہے
ہمیشہ اس میں رہا ہے ترا ہی ہاتھ غزل
مجھے بھی ہونا ہے اک روز روبرو اس کے
سنا ہے اس کی زباں کی ہے بات بات غزل
تو اپنی ذات سے ظلمت کدے منور کر
بکھیر ڈال یوں اپنی تجلیات غزل
یہ اتفاق ہے نازاں! کہ بزم جاناں میں
سنا رہی تھی مرے دل کی واردات غزل

☆☆

صدام حسین نازاں، پورنوی
پورنیہ/ بہار (بھارت)
+ 91 90652 77474

☆☆

بچپن کے پیار سے نہیں پردہ اٹھا سکے
خود کو گلے لگا یا نہ ان کو لگا سکے

جس زخم دل کے درد سے ہے زندگی عذاب
اک بار بھی وہ زخم نہ ان کو دیکھا سکے

یوں تو تھی سارے شہر کو اس بات کی خبر
جس سے تھا عشق اس کو نہ کچھ بھی بتا سکے

چہرے بنائے ہم نے بھی کی ہے مصوری
آنکھوں میں قید جو ، نہ چہرہ بنا سکے

اک روز اپنے ہاتھ سے ماضی کیا تو دفن
لیکن ترے خطوط نہ شعلے جلا سکے

ہم نے ترے خیال کو دل سے بھلا دیا
لیکن تر ا جمال نہ آنکھیں بھلا سکے

لکھی تھی تیرے واسطے صفدر نے جو غزل
سچ کہہ رہا ہوں وہ بھی نہ تم کو سنا نہیں سکے

☆☆

صفدر ہمدانی
ہینسٹیڈ۔سرے(برطانیہ)
+44 7796 515479

☆☆

تمہارا کچھ نہیں بگڑا ہمارا دل دکھانے سے
ہمیں خوشیاں نہیں ملتیں تمہاری یاد آنے سے

ہماری بے بسی سے تم کبھی رک بھی نہیں پائے
نہ ہی روکا کسی نے سب مظالم ہم پہ ڈھانے سے

رکھے تم نے روابط دشمنوں سے ہر گھڑی جاناں
تمہیں خوشیاں نہیں ملتیں ہمارا گھر بنانے سے

ہماری شاعری دل سے نکل کر زخم کھاتی ہے
مگر تم باز آتے ہی نہیں ہم کو رلانے سے

تمہارا علم و دانش ، لاشعوری ہے عیاں سب پر
کبھی سوچا نہ تم نے کیا ملا ہے زخم کھانے سے

نہیں انداز بدلا ہے تمہارا، زیست گذری ہے
تمہیں ہم دیکھ کہ ترسا کیے یوں مسکرانے سے

کبھی روشن رہا چہرہ، کبھی بجھتا ہوا پایا
تمہیں کیا مل گیا ہے راز سب کو یوں منانے سے

☆☆

صدیق راز ایڈووکیٹ
کراچی(پاکستان)
+92 333 307 7328

☆☆

اس کا بچپن، باتیں، جھومر، شوخی، چہرہ، بھول گئے ناں
آنکھوں میں جو نقش ہوا تھا، اک اک نقشہ، بھول گئے ناں

بھول گئے ناں پیار کی شدت، چاہت، حسرت، ارماں دل کے
اس کو مر کر پا لینے کا ، اپنا وعدہ ، بھول گئے ناں

اپنے ہر اک خواب کی خاطر خوابوں کی تعبیر کی خاطر
بیوی، بچے، بیٹی، بیٹا، سارا کنبہ بھول گئے ناں

کس کی یاد بسائی دل میں کس کا عکس رہا آنکھوں میں
دل اور آنکھوں کا جو بھی تھا، ہر اک رشتہ بھول گئے ناں

اس کے سکھ میں شامل تھے تم دکھ کا ساتھی کون بنا تھا؟
اس کا ہنسنا یاد رہا ہے اس کا رونا بھول گئے ناں

ایک نظر تو ڈالو خود پر عشق نے کیا سے کیا کر ڈالا
کپڑے جوتے، روز سنورنا، کنگھی شیشہ بھول گئے ناں

پیری میں بھی آ کر طاہر رب سے شکوہ کر بیٹھے تم
اپنی کرنی یاد نہیں ناں، اپنا بویا بھول گئے ناں

☆☆

طاہر حنفی
اسلام آباد (پاکستان)
+92 300 501 3074

☆☆

پوچھ آشفتہ حال سے پہلے
رقص کرتے ہیں تال سے پہلے

یہ محبت بڑی ستمگر ہے
ہجر کا غم وصال سے پہلے

ڈھل گئی رات آس بجھتی ہے
کچھ مداوا ملال سے پہلے

لفظ ہونٹوں تلے سلگتے ہیں
جسم دھڑکا سوال سے پہلے

پاؤں جلتے ہیں آرزوؤں کے
خواب بنیئے سوال سے پہلے

تارا تارا سی جاگتی آنکھیں
جل اٹھی ہیں مشعال سے پہلے

اس کا ثانی نہیں رما کوئی
سوچ لینا مثال سے پہلے

☆☆

طاہرہ اکرام رما
راولپنڈی (پاکستان)

☆☆

لاکھ چاہا کوئی بہتر سی ہی صورت نکلے
سمجھے انساں جسے پتھر کی وہ مورت نکلے

گرم ہے اتنی طبیعت جو ملے جل جائے
ہے زباں شعلہ تو گیسو سے حرارت نکلے

حق بیانی بری ہے تو بری رہنے دو
لفظ نکلے سہی نکلے بہ ضرورت نکلے

دل پریشاں ہے کرایہ بھی نہیں ہے اتنا
اب کوئی اور ملاقات کی صورت نکلے

کچھ سنو اور سناؤ کرو ہلکا دل کو
چاہتے ہیں یہی سب دل کی کدورت نکلے

جو اتاری نہیں چادر یہ ریاکاری کی
ایسے عابد کو جہنم کی بشارت نکلے

تھی محبت نہیں وہ صرف دکھاوا ہی تھا
پھر سخا تیری نگاہوں سے حقارت نکلے

☆☆

طارق سخا لکھنوی
لکھنؤ (بھارت)
+91 63922 03773

☆☆

دل کی دھڑکن میں دھڑکتا اب وہی ہے
لاکھ چہروں میں تو جچتا اب وہی ہے

فاصلہ تھا جب تلک تھا جیسا بھی تھا
تذکروں میں صرف رہتا اب وہی ہے

چین وہ آنے نہ دیتا اب کسی پل
خوابوں میں ہردم جھلکتا اب وہی ہے

شہرِ دل کو جس نے ویراں کر دیا تھا
شہر میں اس کے ہی بستا اب وہی ہے

یوں ہزاروں غم دیئے اُس باغباں نے
دور غم کو بھی تو کرتا اب وہی ہے

تشنہ لب پھرتا رہا اس کے طلب میں
تشنگی بھی دور کرتا اب وہی ہے

جس کی لو سے قلب روشن ہے ظفر کا
دم بدم لو، کو بڑھاتا اب وہی ہے

☆☆

ظفر قاسمی
،دہلی (بھارت)
+91 98685 5751

☆☆

ہر گھڑی خود نبرد ہے سائیں
آب و گل گرد برد ہے سائیں
اپنی پہچان لازمی ہے مگر
دل کے شیشے پہ گرد ہے سائیں
لفظ اٹکے ہیں مرغزاروں میں
سوچ صحرا نورد ہے سائیں
گرمیٔ عشق چاہیے من کو
پر طبیعت ہی سرد ہے سائیں
راہ و منزل تو ایک ہے لیکن
قافلہ فرد فرد ہے سائیں
اک نظر باعثِ طراوت ہو
رنگ پھولوں کا زرد ہے سائیں
کیا کرے آپ کا ظہیر احمد
یہ انا سر کا درد ہے سائیں

☆☆

ظہیر احمد مغل
حویلی کہوٹہ (آزاد کشمیر)
+92 355 711 7575

☆☆

زندگی کی جنگ میں اک حرف بھی ہتھیار ہے
میرے ہاتھوں میں قلم بھی گویا اک تلوار ہے
سچ کہے جو قوم سے اور راہِ حق پر ہو رواں
ایسا اک قائد ہماری قوم کو درکار ہے
سیدھے رستے پر چلو گے تو ہی منزل پاؤ گے
سیدھے رستے پر مگر چلنا بہت دشوار ہے
جھوٹ کہنا اور وہ بھی عادتاً ہر ایک سے
کیا مسلماں کا زمانے میں یہی کردار ہے؟
شاعری کیا قافیہ پیمائی ہے عاکف نہیں!
شاعری جذباتِ دل کا اک حسیں اظہار ہے

☆☆

عاکف غنی
پیرس (فرانس)
+33 6 58360645

☆☆

ڈرتا ہوں عشق حد سے گزر جائے بھی تو کیا
یہ ہار موتیوں کا بکھر جائے بھی تو کیا

پتھر ہوں آستانہ ء حسن و جمالِ عشق
چھو کر مجھے تو اور نکھر جائے بھی تو کیا

پھر کوندنے لگی ہیں گھٹاؤں سے بجلیاں
پھر فتنہ سکوت بپھر جائے بھی تو کیا

تارو! وہ کھینچنا تو ذرا بے سبب خطوط
گویا کہ نقش دل میں اتر جائے بھی تو کیا

رم جھم برس رہی ہیں یہ بوندیں اِرم اِرم
عامر یہ سحر چار پہر جائے بھی تو کیا

☆☆

عامر شریف
سیالکوٹ (پاکستان)
+92 302 8716373

☆☆

نہ کھونے دینا کبھی یہ دولت غموں کا دل میں چناب رکھنا
فراق راتیں نہ بھول جانا گئے دنوں کا حساب رکھنا
عیار سارے ہی لوگ جس کے چلے ہو بستی ءِ رُخ شناساں
اُداسی دل کی چھلک نہ جائے تم اپنے رُخ پر نقاب رکھنا
نہ نام اس کا لبوں پہ آئے بھرم سمندر کا ٹوٹ جائے
سفر جو صحرا کا کر رہے ہو تم اپنی مُٹھی میں آب رکھنا
کبھی محبت بھری نظر ہو کبھی ہمارے بھی دل میں جھانکو
گُلوں سے چہرے پہ جان میری یہ کیا کہ ہر دم عتاب رکھنا
ہوئے ہو جب سے جدا صنم تم یہ تب سے معمول ہو گیا ہے
نہ نیند کرنا تمام شب اور کُھلی اِن آنکھوں میں خواب رکھنا
مِلو جو اس سے تو یاد رکھنا کہ شرطِ واثق یہ عشق میں ہے
نظر میں وحشت نہ بل جبیں پر نہ لب پہ حرفِ خراب رکھنا
تری جدائی میں حال اپنا نہ پوچھ عاصی سے کیا ہُوا ہے
کہ جیسے بھری خزاں کے آگے کِھلا ہُوا اک گلاب رکھنا

☆☆

عاصم عاصی
گجرات (. پاکستان)
+92 340 0028712

☆☆

نئی امید نئی روشنی نکلتی ہے
ہر ایک صبح نئی زندگی نکلتی ہے

کسی طرح بھی اسے روکنا نہیں ممکن
شہید کے خون سے جو روشنی نکلتی ہے

نہ دیکھو اس کو کبھی شیخ جی حقارت سے
کہ پاک روح سے ہی عاشقی نکلتی ہے

نکلتا ہوں میں کسی اور سمت گھر سے مگر
جہاں ٹھہرتا ہوں تیری گلی نکلتی ہے

سکوں ملا ہے مجھے جب سے کنجِ عزلت میں
مری تلاش میں آوارگی نکلتی ہے

یقین ہے کہ کبھی بے اثر نہیں ہوتی
جگر کے خون سے جو شاعری نکلتی ہے

ہم اتنا روئے ہیں عابد کہ بعد مدت کے
ہمارے گھر سے مسلسل نمی نکلتی ہے

☆☆

عابد علی خاکسار
ضلع پونچھ آزاد کشمیر
+92 355 811 9168

☆☆

چلو چھوڑو میری جاناں ہیں یہ بیکار کی باتیں
چلو دریا کنارے پر کریں ہم پیار کی باتیں

ھے موسم عاشقانہ اور گھٹا ساون کی چھائی ھے
ذرا پھولوں سے ہو جائیں لب و رخسار کی باتیں

تمہارے مسئلے کا اب کوئی میں حل نکالوں گا
مگر اب تم کبھی سننا نہ یہ اغیار کی باتیں

شب ہجراں ھے اور دل پہ اداسی چھائی جاتی ھے
کوئی آ کے سنائے اب مجھے بھی یار کی باتیں

مجھے معلوم ھے سن کر یہ تم کو رنج ھوتا ھے
جو اکثر لوگ کرتے ہیں تیرے غمخوار کی باتیں

حیاتی کی کہانی اس طرح سے ختم کر دینا
زمانے کے لبوں پر ھوں تیرے کردار کی باتیں

ھے اس کے پھول سے چہرے پہ چھائی تازگی عابد
اسے دیکھوں تو یاد آئیں مجھے گلزار کی باتیں

☆☆

عابد علیم سہو
بھکر (پاکستان)
+92 332 761 8049

☆☆

وہ آفتاب جو ہوتا تو ڈھل گیا ہوتا
ہمارے ذہنوں سے کب کا نکل گیا ہوتا
وہ میری آنکھوں میں رہتا ہے روشنی بن کر
وہ اشک ہوتا تو کب کا ٹہل گیا ہوتا
میرا ضمیر اجازت اگر مجھے دیتا
تو اپنی راہیں میں کب کا بدل گیا ہوتا
میں ابتلائے زمانہ ہوں ابتلائے نفس
نہیں تو ہاتھوں میں پتھر پگھل گیا ہوتا ہے
کس میں ہے تابِ نظارا خدا کی بستی میں
اگر میں طور بھی ہوتا تو جل گیا ہوتا
حصار میں ہوں دعاؤں کی آج تک ناصر!
فسوں وگرنہ زمانے کا چل گیا ہوتا

☆☆

عامر عباس ناصر اعوان
،اوکاڑہ،پنجاب،(پاکستان،)
+92 333 404 1705

☆☆

محبت کے لئے پہلے سے تیاری نہیں ہوتی
یہ ہے وہ درد جس کی وجہ بیماری نہیں ہوتی
نگاہِ حُسن کو حاصل ہنر ہے زخم کاری کا
کوئی خنجر نہیں ہوتا کوئی آری نہیں ہوتی
نشانے پر ہیں ہم ہی قتل بھی ہم ہی کو ہونا ہے
کبھی ہر ہاتھ میں تلوار دو دھاری نہیں ہوتی
ابھی سوکھا پڑا ہے لذتِ غم کے کناروں پر
ہر اک موسم میں آنکھوں سے ندی جاری نہیں ہوتی
ہمیں بھی اپنا اندازِ محبت سوچنا ہوگا
یہ نفرت کی فضا ہر روز سرکاری نہیں ہوتی
گلوں کی خوشبوؤں میں بلبلوں کا رقص ہے شامل
جدا جشنِ بہاراں میں اداکاری نہیں ہوتی
جنوں کی وادیوں میں بے نشاں مدفن بھی ہیں شیدا
کہ ہر تربت پہ فصلِ گل میں گلباری نہیں ہوتی

☆☆

علی شیدا
کشمیر(بھارت)
+91 78896 77765

☆☆

جانے کیا بات ہے کس بات سے ڈر جاتی ہے
فیصلہ کرتی ہے پھر اُس سے مکر جاتی ہے
اُس کی یکجائی پہ معمور ہے ہر شخص یہاں
اور وہ اِک اور حفاظت میں بکھر جاتی ہے
ایک تتلی ہے جسے رنگ نہیں بھاتا کوئی
بَین کرتے ہوئے باغوں کے نگر جاتی ہے
وہ یہاں ہے بھی نہیں اور یہاں ہوتا ہے
ایک ہی شکل ہے جس سَمت نظر جاتی ہے
اک تو ہے راہ بھی اُس شہر کی دشوار بہت
اُس پہ یہ ریل بھی پٹڑی سے اُتر جاتی ہے
یہ نہیں اور کوئی اور مجھے چاہیے ہے
حسرتیں کرتے ہوئے عُمر گزر جاتی ہے

☆☆

عائشہ خضر خاکسار
ضلع پونچھ آزاد کشمیر
+92 344 556 3505

☆☆

زمیں سے آسماں ملتا نظر آئے
جہاں سے اک جہاں ملتا نظر آئے
سُہانی شام ڈھلنے سے ذرا پہلے
سمے سے اک سماں ملتا نظرآئے
پرانے شہر کی سنسان گلیوں میں
مکانوں سے مکاں ملتا نظر آئے
کہاں پر کھو گئے وہ لوگ پیارے سے
کہیں اُن کا نشاں ملتا نظر آئے
یہ پُراسرار تنہائی کے عالم میں
عجب سا اک گماں ملتا نظر آئے
جہاں کچے گھڑے پر عشق اُترا تھا
وہ دریا بھی رواں ملتا نظر آئے
ہجومِ زندگی کے شہر میں اے دل
کوئی تو ہم زباں ملتا نظر آئے

☆☆

عبدالعزیز عزیز
لاہور (پاکستان)
+92 300 003 9779

☆☆

تکلم کو ادب لازم , سخن اپنی زباں مانگے
جہانِ نطق میں رہ کر الگ اپنا جہاں مانگے
جسے مستور رہنے میں بھلا تھا ساری دنیا کا
وہ لفظوں کے توسط سے وجود اپنا عیاں مانگے
کسی کی جان جانے پر ترس اس کو نہیں آتا
چلائے تیر آنکھوں سے تو ابرو سے کماں مانگے
نزاکت اس قدر دیکھی کہ زلفیں بوجھ لگتی ہیں
اگر دھونی بھی لینی ہو تو صندل کا دھواں مانگے
عدو کی بات کرتے ہو, اسے اس حال میں دیکھو
کبھی نوچے وہ ہاتھ اپنے, کبھی تیرو سناں مانگے
کلیدِ قفلِ ذات اپنی چھپی ہے کس کے دامن میں
بڑی مدت سے بسمل بھی یہی رازِ نہاں مانگے

☆☆

.عبدالوحید بسمل
ایبٹ آباد (پاکستان)
+92 341 9513188

☆☆

اس کو مت کیجئے پریشان بڑی نعمت ہے
دیکھیے ! حضرتِ انسان بڑی نعمت ہے
اس کو مہکایا ہوا ہے تری موجودگی نے!
گھر کے آنگن میں یہ لوبان بڑی نعمت ہے
تم نے دیکھا نہیں لاہور تمھیں کیا معلوم
تم بھی بولو گے ناران بڑی نعمت ہے
تیری آواز سنی ہے تو یہ معلوم ہوا !
نعمتیں لاکھ ہیں پر کان بڑی نعمت ہے
فرض ہے اس کو بچانا سو تجھے کہتا ہوں!
مان جا ! عشق نہ کر ! جان بڑی نعمت ہے
اس پہ چپ رہنے سے باصر ! بڑا ملتا ہے ثواب
ہم سمجھتے ہیں کہ بہتان بڑی نعمت ہے

☆☆

عبداللہ باصر
گوجرانوالہ (پاکستان)
+92 306 0618492

☆☆

سب رشتے ناطے عارضی دنیا کے توڑ کر
سب کچھ میں چھوڑ آیا ہوں بس تم کو چھوڑ کر
اب جستجو بھی اور بھلا کیا ہو آنحضور
ذی مرتبہ ہوں آپ سے میں ناطہ جوڑ کر
سب نے نگاہیں پھیر لیں تم سے بجز مرے
جاؤ گے اب کہاں میاں منہ مجھ سے موڑ کر
اب بھی کہیں ہے مجھ میں وہ شریان کی طرح
پیتا رہا ہے خون جو دل کو نچوڑ کر
دم کو دبائے بیٹھے ہیں دہلیز پر مگر
کہتے ہیں دم وہ لیں گے کسی دن بھنبھوڑ کر
منصوبے ان کے سارے زمیں دوز ہیں عزیز
جانے وہ کیا نکالیں گے اب دھرتی کوڑ کر

☆☆

عزیز حمزہ پوری
جھارکھنڈ (بھارت)
+91 87897 86743

☆☆

آئی ہے جانے کیسے علاقوں سے روشنی
اور ڈھونڈتی ہے کس کو زمانوں سے روشنی
ہو کر رہی وہ ایک زمانے پہ منکشف
دیوار سے رُکی نہ دریچوں سے روشنی
موجِ یقیں کے ہاتھ نہ آئی تمام عمر
وہ لو، جسے ملی ہے گمانوں سے روشنی
کرتے ہیں آج اس پہ مہ و آفتاب رشک
آنکھوں کو جو ملی ترے خوابوں سے روشنی
مہکی ہوئی ہوں آپ کی قربت سے میری جان
کل رات کہہ رہی تھی چراغوں سے روشنی
پہلے میں ایک حرف اجالا اور اس کے بعد
آنے لگی ہے کتنی کتابوں سے روشنی
حرفِ سخن سے کھل گئی دنیا پہ اے عتیق
دل میں ہے کیسے کیسے خیالوں سے روشنی

☆☆

عتیق احمد
ڈیرہ اسماعیل خان (پاکستان)
+92 340 9055960

☆☆

تیری نگاہِ ناز کا محور تو ہم بھی ہیں
تُو مان یا نہ مان مُخور تو ہم بھی ہیں

تُم ہی نہیں ہو سوختہ دِل، شہرِ درد میں
رنج و غمِ حیات کا پیکر تو ہم بھی ہیں

آؤ ہمیں تلاش کرو پاس بیٹھ کر
تم جس کی کھوج میں ہو وہ منظر تو ہم بھی ہیں

دِل میں ہیں جانے کتنے تلاطم چُھپے ہُوئے
طبعاً خموش گہرا سمندر تو ہم بھی ہیں

صحنِ چمن میں ڈھلتی ہُوئی چھاؤں کی طرح
اِک دِلگداز شام کا منظر تو ہم بھی ہیں

قائل جہاں میں فیض تو پائیں گے اہل دل
یعنی مثالِ شاخِ ثمرور تو ہم بھی ہیں

☆☆

ڈاکٹر عُمر قیاز قائل
بنوں(،پاکستان)
+92 346 927 6336

☆☆

تجھ کو تری جفا کی معافی ہے میرے دوست
گو جرم تیرا حد سے اضافی ہے میرے دوست

بولوں گی جو بھی سوچ کے بولوں گی اپ سے
میری صفائی اتنی ہی کافی ہے میرے دوست

تیرا خلوص کہتا ہے تو درگزر کرے
میری خطاؤں کی یہ تلافی ہے میرے دوست

میں تیری ہو کے دست سوال اوروں سے کروں
یہ تیری شان کے بھی منافی ہے میرے دوست

یہ جو تڑپ ہے زیب جی الفت میں رات دن
یہ ہجر کے مریض کو شافی ہے میرے دوست

☆☆

عروج زیب
لاہور(پاکستان)
+92 323 469 2986

☆☆

اُٹھا کے راکھ سے ذرّہ، ستارہ کر کے دیکھیں گے
فلک، دریائے حیرت کا کنارہ کر کے دیکھیں گے
کسی دن، آگ کے شعلے سے بادل بھی بنائیں گے
کسی دن، برف گالے کو شرارہ کر کے دیکھیں گے
کوئی پل، خواب جگنو روک لیں گے اپنی مٹھی میں
کوئی پل، روشنی کو استعارہ کر کے دیکھیں گے
کبھی، خاموش لمحوں میں کریں گے گفتگو جذبے
کبھی، گویا زتوں میں حرف اشارہ کر کے دیکھیں گے
تمہارے نام، کچھ پل کر کے صدیوں کا سکوں پایا
تمہارے نام، جیون اب تو سارا کر کے دیکھیں گے
سنو! ہم کر چکے بیعت، جنوں کو کر چکے مرشد
سنو! کس نے کہا ہم، استخارہ کر کے دیکھیں گے
ترے احساس، میں ضم ہو گیا احساس عاشی کا
ترے احساس کو خوشبو کا دھارا کر کے دیکھیں گے

☆☆

عائشہ بیگ عاشی

کراچی (پاکستان)

☆☆

ساتھ سب کچھ بہا گیا پانی
نقش ِ ہستی مٹا گیا پانی
اف نکل کر ندی کے پہلو سے
گھر کے اندر بھی آ گیا پانی
پھول مرجھا گئے ہیں گلشن کے
خوشبوئے گل کو کھا گیا پانی
آتے جاتے تمام لوگوں سے
لوگ کہتے ہیں آ گیا پانی
زندگی کی تمام خوشیوں کو
ساتھ اپنے بہا گیا پانی
عابدہ لوگ سہمے سہمے ہیں
دل میں دہشت بٹھا گیا پانی

☆☆

عابدہ شیخ

مانچسٹر (برطانیہ)

☆☆

وہ جب بھی اٹھ کے مری انجمن سے جاتا ہے
تو میری روح کا پنچھی بدن سے جاتا ہے

اثر تو کرتا ہے اچھا خراب جو بھی ہو
وہ لفظ جو بھی نکل کر دہن سے جاتا ہے

وطن کی یاد سدا اس کے ساتھ رہتی ہے
دیارِ غیر میں جو بھی وطن سے جاتا ہے

بڑا حسین وہ لگتاہے اس گھڑی مجھ کو
کبھی کبھار جو دیوانہ پن سے جاتا ہے

نہ جانے کیوں مجھے ملتا نہیں سکوں پل بھر
اداس ہوکے وہ جب بھی چمن سے جاتا ہے

نگاہ ناز کے مارے ہوئے ہیں چاروں طرف
یہ تیر عاشقوں کے دل میں سن سے جاتا ہے

ہزار ست سہی کام میں وہ اپنے عظیم
کسی سے ملنے وہ لیکن جتن سے جاتا ہے

☆☆

عظیم انصاری'
جگتدل' (بھارت)
+91 91631 94776.

☆☆

میں خوش بہت تھا کہ ہو گی نئی تماشا گری
مگر دکھائی گئی زیادہ تری تماشاگری

یہاں کے لوگ حقیقت شناس ہو گئے ہیں
نہیں چلے گی زیادہ تری تماشا گری

یہ وعدے ، نعرے،یہ ہمدردیاں ،یہ اعلانات
فقط تماشا گری ہے بھئی تماشا گری

ہمارا کیا ہے سدا کے فریب خوردہ ہیں
مداری تری تو چلتی رہی تماشا گری

تمام عمر فقط شعر ہی کہے ہیں عبید
خدا کا شکر نہیں کی کبھی تماشا گری

☆☆

عبیداللہ نزاکت
حاصل پور ضلع بہاولپور (پاکستان)
+92 302 658 4614

☆☆

پیشِ نظر رہا کبھی جذب ِ درون ِ کائنات
اور کبھی بکھر گیا سارا سکون ِ کائنات

حیرت ِ آبشار تھی دوریء آفتاب پر
کرتا ہے گنگ آنکھ بھی طرفہ فسونِ کائنات

میرے وجود سے قریں لطمہء زندگی مگر
میری سمجھ سے ہے بعید نظم ِ قرون ِ کائنات

کس سے ستیزہ کار ہے منبع و مصدر ِ حیات
کوئی نہیں جہان میں رشک ِ بطون ِ کائنات

کوئی تو تھا محرک ِ جنبش ِ بے بدل یہاں
پھیل کے بے کراں ہوا جب اندرون ِ کائنات

وہ بھی سمجھ نہ پائے گا اس کے عجائبات کو
عقل و خرد عطا کرے جس کو جنون ِ کائنات

تجھ کو تو علم ہے سبھی، تجھ کو پتا ہے مجتبیٰ !
رہتا ہے تو بھی ہر گھڑی غرق ِ فنون ِ کائنات

☆☆

پروفیسر سید غلام مجتبیٰ
گجرات (پاکستان)
+92 321 620 7439

☆☆

وہ تیرگی ہے نہیں اب سحر کی آس کوئی
نہ ہے نشان اجالوں کا آس پاس کوئی

بڑھا رہا ہوں میں اشکوں سے تشنگی اپنی
کسی فرات سے بجھتی نہیں ہے پیاس کوئی

یہ اور بات کہ پہچانتا نہیں خود کو
بزعم خویش بنا ہے خدا شناس کوئی

میرے لئے ہر اک موسم ہے ہجر کا موسم
بہار ہو کہ خزاں، مجھ کو کب ہے راس کوئی

میں اپنی ذات کے صحرا میں جل اٹھا تنہا
سلگتی دھوپ، نہ سایہ نہ آس پاس کوئی

ہزار سنگ تو آتے ہیں میری سمت مگر
نہیں جنوں کا مداوا کسی کے پاس کوئی

کچھ اس طرح سے مکیں بزم دل میں ہوں قیصر
نہ کوئی اپنا، نہ دشمن، نہ غم شناس کوئی

☆☆

غضنفر عباس قیصر فاروقی
راولپنڈی (پاکستان)
+92 348 320 1279

☆☆

جھوٹا یہ پیار ، اُوپری چاہت نہیں قبول
اس باب میں کوئی بھی وضاحت نہیں قبول
سادہ ہوں میں، ہے دل کو مرے سادگی عزیز
دونوں کو خودنمائی کی عادت نہیں قبول
اپنا ضمیر بیچ کے شہرت اگر ملے
بیٹھے گی جھاگ بن کے وہ شہرت نہیں قبول
جو چاہے نام اپنا لکھے آبِ زر کے ساتھ
مجھ کو یہ آبِ زر کی عبارت نہیں قبول
بے شک غزل چھپے نہ چھپے بن لیے دیے
مجھ کو سخن میں ایسی تجارت نہیں قبول
بہتر یہی ہے فرشِ زمیں پر رہے نشست
پیسوں سے جو ملے وہ صدارت نہیں قبول
خسرو کسی کا آگے نکلنا نہیں پسند
پرچھائیں کی بھی اُس کو قیادت نہیں قبول

☆☆

فیروز ناطق خسرو
کراچی (پاکستان)
+92 323 258 9098

☆☆

کسی کی سادگی دل میں اتر جانے کو کہتی ہے
فنا ہوکر محبت میں سنور جانے کو کہتی ہے
نہیں جانا جدھر مجھ کو، ادھر جانے کو کہتی ہے
بتا اے خاکِ صحرا کیوں تو گھر جانے کو کہتی ہے
تقاضا حِلم کا ہے کام لوں میں صبر و حکمت سے
جہالت کی روش لیکن بپھر جانے کو کہتی ہے
سنا ہے اس کے دل تک راستہ آنکھوں سے جاتا ہے
سو آنکھوں میں مِری وحشت اتر جانے کو کہتی ہے
ہے میرے شوق کی نظروں میں سنگِ جادہ ءفردا
مگر یہ آبلہ پائی ٹھہر جانے کو کہتی ہے
دلِ مضطر کی تسکیں کا سبب جس کا وظیفہ ہے
اسی کے ذکر سے دنیا مکر جانے کو کہتی ہے
ہے ممکن رہ گزارِ شوق میں جاں کا زیاں اشرف
مگر وارفتگی حد سے گزر جانے کو کہتی ہے

☆☆

فطین اشرف صِدّیقی
علی گڑھ (بھارت)
+91 80778 33931

☆☆

ظالم جابر لوگوں کا محکوم کوئی نادار نہ ہو
مظلوموں پر اُٹھنے والی کوئی بھی تلوار نہ ہو

پردیسی ملنے جاتے ہیں عیدوں پر اپنے پیاروں کو
ہجر کا موجب بننے والا کوئی بھی تہوار نہ ہو

وقت خموشی سب پہ آئے گا اک دن پر یاد رہے
وقت نزع کا سامنا کیسا جب کوئی تیار نہ ہو

برسوں پہلے بچھڑا مجھ کو یار ملا ہے سپنے میں
خوف کے مارے آنکھ نہ کھولوں پھر شاید دیدار نہ ہو

میرے جسم و روح کا رشتہ تب تک فخر سے قائم ہے
جب تک مَلک المَوت کی سختی سے بندہ دوچار نہ ہو

☆☆

فخر یسین بلوچ:
،لیہ پنجاب (پاکستان)
+92 347 731 4490

☆☆

درد سینے میں لے کے اک لڑکی
رات بھر تیری یاد میں تڑپی
یاد ، آیا ہے اس گھڑی کوئی
جب بھی دل کی کلی ذرا چٹکی
مل سکی نہ مثال دنیا میں
ہر ادا تیری خوب ہی دیکھی
بات کرتے ہیں اس تیقن سے
بات ، جوں ان کی مستند ٹھہری
دل میں خواہش کو کیا جگہ دے دی
ہر خوشی، دیکھی اشک میں ڈوبی
ہم سے ملتے تو ہو مگر، پیارے
ان کہی،بات اک ہے رہ جاتی
تجھ سے شکوہ نہیں کیا اس نے
تیری *انجم * تو ہے بہت بھولی

☆☆

فریدہ انجم،
پٹنا سٹی (انڈیا)
+91 82358 51828:

☆☆

تیرے عشاق جو راتوں کو کہیں جاگتے ہیں
نت نئے معجزے دیکھیں تو وہیں جاگتے ہیں
دل کی مٹی میں نمی ہے جو مرے اشکوں کی
کوئی طوفان یہاں زیرِ زمیں جاگتے ہیں
کوئی اپنا ہی نہیں کس کو بتاؤں جا کر
کس قدر درد مرے دل کے قریں جاگتے ہیں
میں جو سو جاؤں خیالوں میں بسا کر تجھ کو
پھر محبت کے سبھی خواب حسیں جاگتے ہیں
کس طرح تجھ سے ملاقات کی امید رکھیں
جب مقدر کے ستارے ہی نہیں جاگتے ہیں
کتنے آرام سے سوتے ہیں وہاں خاک نشیں
بے سکوں ہو کے جہاں تخت نشیں جاگتے ہیں
کوئی لمحہ بھی نہیں وصل سے عاری فرحت
ہجر میں سوتے ہی ہم تیرے قریں جاگتے ہیں

☆☆

ڈاکٹر فرزانہ فرحت

لندن (برطانیہ)

☆☆

اپنے ہم کو دلوں سے بھلا نے لگے
غیر آ کے ہمیں ازمانے لگے
یونہی دیکھا تھا اک بار اس نے مگر
بھول جانے میں ہم کو زمانے لگے
وہ تھا دور جنوں تو پھر ہم کو کیوں
اس کی انکھوں کے منظر سہانے لگے
دل سمندر مگر اس کے غم کا نگر
صبر کا ھاتھ ہم سے چھڑانے لگے
اپنی ہستی کا غم ہی نہ تھا کچھ تو کم
اب تو اوروں کے دکھ بھی رلا نے لگے
دکھ کی آواز میں غم کے انداز میں
دکھتے لہجے کی دھڑکن جلانے لگے
وہ تو دلدار تھا دل کا غمخوار تھا
آج اس کا چلن دل دکھانے لگے

☆☆

فرزانہ جبار سید

راولپنڈی (پاکستان)

☆☆

خوب دولت کو لٹائیں گے یا کم رکھیں گے
وہ مرے سر کے عوض کتنی رقم رکھیں گے
ہم جو کہتے ہیں میاں! اس کا بھرم رکھیں گے
سرِ تسلیم ترے سامنے خم رکھیں گے
ایک مسجد کی بھی حُرمت کا نہیں پاس جنہیں
وہ تو کعبے میں بھی لے جا کے صنم رکھیں گے
ہم کو تاعُمر رہی جن سے کرم کی امید
ہم پہ تا عُمر وہی جاری ستم رکھیں گے
لوگ کہتے ہیں کہ ہر بات کا پکا ہے تُو
سَو، ترے سامنے تیری ہی قسم رکھیں گے
ہم تو کٹ جائیں گے عزّت کے تحفظ میں مگر
سَر بلند اپنے قبیلے کا علَم رکھیں گے
غم سمندر سے کسی طور نکل کر مضطر
ہم بھی خوشیوں کے جزیرے پہ قدم رکھیں گے

☆☆

فیصل مضطر
کوٹلی (آزاد کشمیر)
+92 345 5475425

☆☆

یکسر خیالِ یار میں گُم ہو رہوں گا میں
یعنی کسی کے پیار میں گُم ہو رہوں گا میں
نقشہ نہیں ملا مجھے اب تک زمین کا
شاید کہ اِس دیار میں گُم ہو رہوں گا میں
مُڑتے ہوئے وہ کارواں لے جائے گا مجھے
اُڑتے ہوئے غبار میں گُم ہو رہوں گا میں
منظر اُتر رہا ہے مری روح میں کہیں
رنگوں کے اعتبار میں گُم ہو رہوں گا میں
صورت دکھانے آئے گا تب تو مجھے یہاں
جب تیرے انتظار میں گُم ہو رہوں گا میں
شاید یہی خمار ہے آنکھوں کا من پسند
کاشف اِسی خمار میں گُم ہو رہوں گا

☆☆

کاشف علی کاشف
کراچی (پاکستان)
+92 310 109 3319

☆☆

ناصح نصیحت اب تری ناسودمند ہے
میں کیا کروں کہ میکدہ مجھ کو پسند ہے
باتوں میں کوئی بات نہ لہجے میں کچھ اثر
یہ پندگو بھی آج کا محتاجِ پند ہے
ہو تو رہا ہے اب بھی تمدن کا تذکرہ
لیکن وہ خال خال ہے معدودے چند ہے
دل نے سمجھ لیا ہے جسے انتہائے غم
وہ ابتدائے تختۂ مشق گزند ہے
میں نے تو عرضِ حال کو آسان کر دیا
وہ پھر بھی کہہ رہے ہیں کہ مشکل پسند ہے
ہے علم زندگی کے تصور کی ابتدا
اور عمر زندگی کے ہنر کی کمند ہے
میرا وجود بھی تو کرامتؔ سے کم نہیں
دریائے زندگی ہے جو کوزے میں بند ہے

☆☆

کرامتؔ بخاری ،
لاہور (پاکستان)

☆☆

بچھڑنے والے کا غم، کبھی گر تمہیں ستائے تو رقص کرنا
نہیں ہے قسمت میں اس کا دل میں خیال آئے تو رقص کرنا
خزاں کے موسم حسین رت میں نہ یاد آئے کوئی بھی اپنا
برستی بارش سہانہ موسم اگر رلائے تو رقص کرنا
اداس موسم کے رتجگوں میں بکھر گیا ہو ہر ایک رستہ
پر ایسے رستے پہ کوئی اپنا جو چل کے آئے تو رقص کرنا
وفا کی موتی اچھالتا ہو تمہارے کوچے میں آ کے کوئی
ہمارے لہجے میں وہ محبت کے گیت گائے تو رقص کرنا
مسل کے آنکھیں جھٹک کے زلفیں سنوار کر پیرہن کی شکنیں
سحر کی چنچل حسین لڑکی تمہیں بلائے تو رقص کرنا
سکون لے کر قرار لے کر بس ایک پل میں جھٹک کے دامن
اگر تمہارا کوئی بھی اپنا جو چھوڑ جائے تو رقص کرنا
سلگتی ہجرت زدہ رتوں میں اداس نظموں کو لکھنے والا
عظیم شاعر جناب کاظم غزل سنائے تو رقص کرنا

☆☆

کاظم شیرازی
یو پی (بھارت)
+91 96166 89442

☆☆

دامنِ دل کھینچتی ہے تیری دُزدیدہ نظر
تھم سی جاتی ہے خدایا گردشِ شام و سحر

چہرہ ء زیبا ہے تُو، مَیں شاعرِ رنگیں بیاں
مَحوِ آرائش ہے تُو، آئینہ ء حیرت اِدھر

دستِ قدرت نے تراشا سنگِ مرمر سا بدن
اِرتکابِ جُرمِ کینہ میں مگن شمس و قمر

غُنچۂ خلوت میں حسیں تصویرِ سرگرمِ سخن
دلنشیں ہے تیری فردوسِ تخیّل کا سفر

جھیل آنکھوں میں جو ڈوبا تو کھلا رازِ کُہن
آگیا کامی ! غزل کہنے کا مجھ کو بھی ہنر

☆☆

سید کامران زبیر کامی
سلاو (برطانیہ)
+44 7811 422320

☆☆

ترے لہجے سا لہجہ کیوں کریں ہم
جو سب کرتے ہیں ویسا کیوں کریں ہم

سجی ہے بزمِ خوباں چشم و دل میں
تمہارا ہی نظارہ کیوں کریں ہم

جہاں ہرسو ہیں تنہائی کے پہرے
وہاں پر خود کو تنہا کیوں کریں ہم

نہیں آتی ہمیں جھوٹی تسلی
کسی مفلس کو رسوا کیوں کریں ہم

محبت کر کے نادم ہیں ابھی تک
اسی کو پھر دوبارا کیوں کریں ہم

ہے دل میں راز پوشیدہ کسی کا
امانت ہے تو افشا کیوں کریں ہم

اثر ہوتا نہیں ہے جب کسی پر
کلیم آنکھوں کو دریا کیوں کریں ہم

☆☆

کلیم اللہ کلیم
بہار (بھارت)
+91 97083 68116

☆☆

اپنے وجود سے بھی محبت نہیں رہی
سینے میں زندگی کی حرارت نہیں رہی

کر جائے بے سکون وہ جس سے مری حیات
باقی تو ایسی کوئی شرارت نہیں رہی

اپنوں نے خون کر دیا میرے خلوص کا
غیروں سے اب تو کوئی شکایت نہیں رہی

مایوس ہو گیا ہوں میں جانِ غزل سنو !
اس دل پہ اب کسی کی حکومت نہیں رہی

صدق و وفا کے خون کو لکھتا نہیں قلم
اب تو کسی کو مجھ سے عداوت نہیں رہی

لاشوں پہ تخت و راج امیروں کی سوچ ہے
مفلس کی میرے دیس میں قیمت نہیں رہی

ظالم سے اس کے ظلم کا پوچھے کوئی سوال
گل دیس میں تو ایسی عدالت نہیں رہی

☆☆

گل بخشالوی

کھاریاں (پاکستان)

+92 302 589 2786

☆☆

تجھ سے دوری عذاب کی مانند
زندگی بھی سراب کی مانند

وصل تیرا مجھے لگے یارا
جاگتے جیتے خواب کی مانند

تیری باتیں ہی الجھی الجھی سی
امتحاں میں حساب کی مانند

ٹھنڈ جیون میں بھردے تو میری
زیست میں ماہتاب کی مانند

جون کی گرمی بپھری بپھری سی
عین تیرے شباب کی مانند

سرد مہری تری جلائے مجھے
سبی کے آفتاب کی مانند

تجھ کو امبر کہاں ملے ایسی
اس سی عالی جناب کی مانند

☆☆

مجید امبر

حیدرآباد (پاکستان)

+92 331 0251573

☆☆

طالب ہوں سچ کا جھوٹ کا حصہ نہیں ہوں میں
دنیا تیری نگاہ میں سچا نہیں ہوں میں
الجھا ہوں آندھیوں سے مگر سوچنا بھی مت
ڈھلتا ہے شام ہوتے ہی سایا نہیں ہوں میں
میں کچھ بگاڑ سکتا نہیں تو مرا جہاں
رحمت خدا کی ساتھ ہے تنہا نہیں ہوں میں
کرتے ہیں مجھ پہ ناز فلک کے سبھی نجوم
اک پل میں ٹوٹ جاؤں وہ تارا نہیں ہوں میں
مشکل گھڑی میں کام سدا صبر سے لیا
شاہوں کے سامنے کبھی رویا نہیں ہوں میں
مجھ کو ہوائے تند گرا ہی نہیں سکی
انسان کا وجود ہوں تنکا نہیں ہوں میں
ساحل سے چاہے لاکھ کرو دشمنی مگر
دریا کا جوش مجھ میں ہے قطرہ نہیں ہوں میں

☆☆

مراد ساحل
مہاراشٹر، (بھارت)
+91 94051 87859

☆☆

روئے صنم تصورِ آزر میں آگیا
پتھر کا جسم حسن کے پیکر میں آگیا
سچ پوچھئے تو ماں کی دعاؤں کے فیض سے
رزقِ حلال میرے مقدر میں آگیا
سب آگ کو بجھانے گھروں سے نکل پڑے
شعلہ پڑوسیوں کے بھی جب گھر میں آگیا
آفاق پر بکھر گئے رنگیں شفق کے پھول
دن جب سمٹ کے شام کے منظر میں آگیا
دل کا لہو ٹپک پڑا آنکھوں سے بن کے اشک
اُس کا خیال جب دلِ مضطر میں آگیا
لہرائی اُس نے زلف تو موسم بہار کا
''دستک دیئے بغیر مرے گھر میں آگیا''
مشتاقؔ میرے سامنے چھوٹا تھا جس کا قد
وہ شخص آج میرے برابر میں آگیا

☆☆

مشتاقؔ دربھنگوی
دربھنگہ (بھارت)
+91 80130 89694

☆☆

انسانیت کی حد سے جو انساں گزر گیا
پیمانہ خلوص عداوت سے بھر گیا
بھولے سے لے گا اب کوئی نام وفا بھی کیا
اک آفتاب تھا جو سروں سے گزر گیا
گزرا جہاں جہاں سے اسیر غم فراق
وہ دھوپ تھی کہ پھول سا چہرہ اتر گیا
دیکھا تو اسکے پاس تھے بکھرے ہوئے کھنڈر
سر سے جو خواہشات کانشہ اتر گیا
کیا آج پھر ہوا ہے کوئی قتل آرزو
کس کا لہو یہ شام کے رکھ پر بکھرگیا
تکمیل آرزو نہ تھی مشکل کچھ اس قدر
کیسے کہوں میں اپنے ارادوں سے ڈر گیا
سب کے لبوں پہ آج فسانہ اسی کا ہے۔
مشتاق زندگی سے جو ٹکرا کے مر گیا

☆☆

مشتاق شمسی۔۔
دربھنگہ (بھارت)
+91 97989 71031

☆☆

سستی ملی ہو چاہے وہ مہنگی خرید لی
جو چیز بھی لگی انہیں اچھی خرید لی
ہم نے خریدی چیز کہاں کام کی کوئی
جب بال اڑ گئے ہیں تو کنگھی خرید لی
آبا کی جو کتابیں تھیں نایاب ، بیچ کر
گھر کو سجانے کے لئے ردی خرید لی
سب کچھ خریدا عید میں بچوں کے واسطے
اپنے لئے بس ایک ہی ٹوپی خرید لی
اس ماں کی عظمتوں کو ہمارا سلام ہے
عصمت کو جس نے بیچ کے روٹی خرید لی
مزدوری جس میں باپ نے کی تھی تمام عمر
بچے بڑے ہوئے تو حویلی خرید لی
سونے اگلتے کھیت وہ گاؤں کے بیچ کر
سرور نے بھی تو شہر کی مٹی خرید لی!

☆☆

م،سرور پنڈولوی
پنڈول (بھارت)
+91 99050 35274

☆☆

شوق کی راہ میں وہ باب نکل آئے ہیں
زندگی جینے کے اسباب نکل آئے ہیں

خود فریبی تھی تصنع تھا ہر اک لہجے میں
چھوڑ کر ہم ادب آداب نکل آئے ہیں

ریت ہی ریت اڑا کرتی ہے شب بھر ان میں
جب سے آنکھوں سے ترے خواب نکل آئے ہیں

جب کبھی دید کا اعلان ہوا ہے ان کی
منتظر جتنے تھے بیتاب نکل آئے ہیں

کیا عجب بات ہے اس شہرِ ستم گر میں مشیر
لے کے گل ہاتھ میں احباب نکل آئے ہیں

☆☆

مشیر احمد مشیر
ممبئی (بھارت)
+ 91 93244 06948

☆☆

رحم کھانے کی بات کرتے ہو
کس زمانے کی بات کرتے ہو

سب ہیں لڑنے پہ آج آمادہ
تم منانے کی بات کرتے ہو

زخم اب تک بھرا نہیں میرا
بھول جانے کی بات کرتے ہو

کر کے تعریف میرے دشمن کی
دل جلانے کی بات کرتے ہو

بات کرتے ہو باپ سے تن کر
کیا جتانے کی بات کرتے ہو

لاڈلہ آج کا یہ فیشن ہے
تن چھپانے کی بات کرتے ہو

☆☆

میم عین لاڈلہ،
مغربی بنگال (بھارت)
+91 93314 57143

☆☆

صحنِ گلشن میں اسے رات بتانی ہوگی
خاک اس واسطے صحراؤں کی چھانی ہوگی

کتنے طوفان و تلاطم سے گزرتا ہوگا
جس گھڑی عشق کے دریا میں روانی ہوگی

کیسا دیوانہ ہے ساقی ترے میخانے میں
ضد کئے بیٹھا ہے آنکھوں سے پلانی ہوگی

زندگی چین سے گزرے یہ تمنا ہے اگر
دل کی ہر بات زمانے سے چھپانی ہوگی

جس کی آنکھوں میں رہیں اشک جبیں سجدے میں
سرخرو حشر میں بس ایسی جوانی ہوگی

بھولی یادیں بھی جھکولوں میں ابھر آئیں گی
ایک کشتی ہمیں کاغذ کی بنانی ہوگی

ان کو دیکھو گے زمانے میں چمکتا انور
جن کے اجداد کی محفوظ نشانی ہوگی

☆☆

معراج انور قدیری مرادآبادی

مرادآباد، یوپی (بھارت)

+91 09690 236992

☆☆

اپنے ملبے کے انہدام پہ بھی
دل تو خوش ہے اس انتظام پہ بھی

خود مٹا ہوں تری ہتھیلی سے
حرف آتا تھا تیرے نام پہ بھی

کھاتا جاتا ہے زنگ لوہے کو
اک نظر اپنے اس غلام پہ بھی

تیرے پہلو سے لگ کے بیٹھا رہوں؟
جانا ہوتا ہے مجھ کو کام پہ بھی

آس باندھی ہوئی سورج سے
رکھ دیا ہے چراغ شام پہ بھی

نالاں رہتا ہے رحم والے سے
معترض ہے تو رام رام پہ بھی

گہری چپ سے مرا مکالمہ ہے
پوری یکسوئی ہے کلام پہ بھی

☆☆

ڈاکٹر محبوب کاشمیری

بھمبر، آزاد کشمیر

+92 300 629 8387

☆☆

ڈول جائے گا ترا ایمان بھی
سر پہ رکھ سکتا ہے وہ قرآن بھی

دنگ ہوتا ہو گا وہ بھی دیکھ کر
کیا عجوبہ چیز ہے انسان بھی

اک کمی ہے بس تری تصویر کی
رکھ دیا ہے میز پر گلدان بھی

اس نتیجے پر میں پہنچا ہوں میاں
زندگی اتنی نہیں آسان بھی

تم بنا سکتے ہو خود اپنی جگہ
دل کشادہ بھی ہے اور گنجان بھی

محسن ان کی قدر کرنی چاہیے
بیٹیاں رحمت بھی ہیں مہمان بھی

☆☆

محسن دوست،

بہاولپور، (پاکستان)

+92 307 774 0567

☆☆

مت پوچھئے کسی کے بھی جذبات اِن دنوں
اُلجھے ہوئے ہیں سب کے خیالات اِ ن دنوں

ہے کچھ نہ کچھ ضرور کوئی بات اِن دنوں
آنکھوں سے ہو رہی ہے جو برسات اِن دنوں

کیا جانے کس جہان میں رہنے لگا ہوں میں
ہوتی نہیں ہے خود سے ملاقات اِن دنوں

دِل سے ملے جو دل تو بھلا کس طرح ملے
ملتے نہیں ہیں ہاتھوں سے جب ہاتھ اِ ن دنوں

ہو جا رہے ہیں ہم جنہیں سن کر کے لا جواب
بچے یوں کر رہے ہیں سوالات اِن دنوں

یوں تو گزر ہی جاتا ہے ہر دن کسی طرح
کٹتی نہیں مگر ، یہ سیاہ رات اِن دنوں

حسرت، قدم نکا لیئے باہر تو سوچ کر
اچھے نہیں زمانے کے حالات اِن دنوں

☆☆

محسن باعشن حسرت

کلکتہ۔(بھارت)

+91 98755 38455

☆☆

عزیز لاش پہ لائے ہیں اختلاف تمام
مگر سبھی کو کروں گا نہیں معاف تمام
ہمیں بھی رقصِ خودی اب کشید کرنا ہے
جناب شیخِ ذرا کیجیے طواف تمام
ہماری باتوں میں شامل صداقتیں تھی اور
ہماری باتوں سے تھا اس کو انحراف تمام
سبھی کے دل میں کوئی نا کوئی کہانی ہے
مگر بتانے سے کتراتے ہیں وہ صاف تمام
جبین بغض پہ عریاں منافقت دیکھی
ہمارے نام سے ہے جن کو انحراف تمام
عجیب عالمِ گریہ میں شہرِ خاموشی
دعا میں ہاتھ ہیں دل سے مگر خلاف تمام
شب شباب گزاری ہے کس طبیعت میں
چناری آنکھ سے ہوتے ہیں انکشاف تمام

☆☆

مکرم حسین اعوان
گوجرانوالہ (پاکستان)
+92 300 6420390

☆☆

زندگی میں کوئی بہار نہیں
ایک بھی شخص غم گسار نہیں
وہ کبھی لوٹ کر نہ آئے گا
اس لیے اُس کا انتظار نہیں
ہر تعلق ہے اپنے مطلب تک
اب کسی کو کسی سے پیار نہیں
کیا بتاؤں کہ کتنی بے بس ہوں
اپنا تو دل پہ اختیار نہیں
طاہرہ بات کر کے دیکھتے ہیں
بات کرنے میں کوئی عار نہیں

☆☆

مقدس طاہرہ
سیالکوٹ (پاکستان)

☆☆

کیا بتاؤں وہ مقدر ہو گئے
اب مری نظروں کے محور ہو گئے

آ گئے کیا وہ تصور میں مرے
خوبصورت سارے منظر ہو گئے

میں بھٹکتا ہوں محض دیدار کو
اُن کے کوچے اب مرے گھر ہو گئے

وہ بھرم رکھتے نہیں جذبات کا
حسن والے سب ستمگر ہو گئے

میں نے کیا اظہارِ اُلفت کر دیا
آپ تو آپے سے باہر ہو گئے

ہم سفر مل ہی گیا مجھ کو نفیس
اب مرے حالات بہتر ہو گئے

☆☆

محمد نفیس ازہر
(قطر)
+91 86032 06683

☆☆

مجھے خود کو بدلنا کتنا مشکل ہو گیا ہے
تمہارے ساتھ چلنا کتنا مشکل ہو گیا ہے

تمہاری دوستی آزار بن کر رہ گئی ہے
یہ لقمہ اب نگلنا کتنا مشکل ہو گیا ہے

خبر نہ تھی ، تمہارے بعد بھی جینا پڑے گا
یہ مشکل وقت ٹلنا کتنا مشکل ہو گیا ہے

تری کس بات کو لیں، کون سے وعدے پہ جائیں
ترے پیکر میں ڈھلنا کتنا مشکل ہو گیا ہے

کسی بھی سانحہ پر آنکھ اب روتی نہیں ہے
دلوں کا اب پگلنا کتنا مشکل ہو گیا ہے

الاؤ دے رہی ہے خاندانی آمریت
اب اس میں اور جلنا کتنا مشکل ہو گیا ہے

انیسِ جاں ! مقابل مافیا ہے اور میں ہوں
یہاں آگے نکلنا کتنا مشکل ہو گیا ہے

☆☆

محمد انیس انصاری
جھنگ صدر (پاکستان)
+92 334 633 7347

☆☆

دل کو قربان کریں صدقے اُتارے جائیں
ایک خواہش ہے کہ ہم تم پہ ہی وارے جائیں

پہلے تحریر کیے جائیں خدوخال اس کے
اور پھر لفظ کتابوں میں اتارے جائیں

چاند بھی دیکھنے آئے اسے تاریکی میں
اس کے گھر خیرسگالی کو ستارے جائیں

زندگی اٹھ کے اسی سمت چلی جائے گی
جس طرف تیری نگاہوں کے اشارے جائیں

میرے اشکوں کو بھی کوئی دیا جائے رستہ
یہ سمندر بھی تو دریا میں اتارے جائیں

میرے غم کو جو سمجھنا ہو بہت اچھی طرح
لوگ سیلاب میں دریا کے کنارے جائیں

اس قدر جو تجھے وارفتگی سے دیکھتے ہیں
ہم کہیں شوخ نگاہی میں نہ مارے جائیں

☆☆

ڈاکٹر محمد اشرف کمال
بھکر۔پنجاب(پاکستان)
+92 333 684 2485

☆☆

ہم گفتگو، وہ کلام کرتے رہے
یُوں زندگی ہم تمام کرتے رہے

اُن نے اُٹھا کے نکال باہر کیا
ہم سر جھکا کے سلام کرتے رہے

وہ جو ہُوئے سُرخ رُو حیاتی چپے
جینا سبھی کا حرام کرتے رہے

ہم رندگی کے ثبوت لائے مگر
وہ لُطف بھی بے نیام کرتے رہے

اُس نے جھکا کے نگاہ جلوہ کیا
ہم صُحبتِ نا تمام کرتے رہے

تم بے طرح حیات ساہی چپے
ہاں اک سفر بے زمام کرتے رہے

☆☆

محمد زبیر ساہی
:لاہور(,پاکستان)
+92 300 4153171

☆☆

پاگل ہیں یہ سب لوگ اگر ڈھونڈ رہے ہیں
اس دور میں بھی لقمہء تر ڈھونڈ رہے ہیں

تا حدِ نظر چھائی ہے تاریکی مگر ہم
اس رات کے دامن میں سحر ڈھونڈ رہے ہیں

جن لوگوں نے بانٹی ہے سدا دھوپ جفا کی
وہ لوگ وفاؤں کے شجر ڈھونڈ رہے ہیں

سادہ ہیں بہت شہر میں کچھ لوگ ابھی تک
دیوار اٹھا کر بھی جو در ڈھونڈ رہے ہیں

حیرت سے میں کچھ لوگ یہاں دیکھ رہا ہوں
جو کارِ محبت کا ثمر ڈھونڈ رہے ہیں

ممکن ہے کہ اس بار ملے زندگی ہم کو
سو ہم بھی اسے بارِ دگر ڈھونڈ رہے ہیں

.☆☆

محمد علی ایاز

کبیر والا (پاکستان)

+92 345 738 5451

☆☆

یہ جہاں ہے فنا حقیقت میں
کیا بھلا رکھا ہے کدورت میں

یار تیرے ہوئے عدو سارے
آپ کیوں سو رہے ہیں غفلت میں

جب بھی لکھے گا تو وصیت اپنی
تب ملے گا تجھے وراثت میں

تیرا احسان ہے۔ غنیمت ہے
یاد کرتے ہو تم ضرورت میں

میرا اک یار بہت اچھا ہے
کام آتا نہیں مصیبت میں

تجھ سے رشتہ بدل نہیں سکتا
اب بھی موجود ہوں میں حیرت میں

اب کسی سے بھی ڈر نہیں لگتا
میں ہوں شاہدکسی حفاظت میں

☆☆

صوفی محمد ضیاء شاہد

کمالیہ سٹی (پاکستان)

+92 308 6565786

☆☆

یہ میرا جسم قفس میں ہے میں قفس میں نہیں
تو کچھ بھی کر لے، مری سوچ تیرے بس میں نہیں

دکھائی دے تو نگاہوں سے چوم لوں اس کو
وہ ایک چہرہ جو ہونٹوں کی دسترس میں نہیں

میں کر چکا ہوں یہ کوشش ہزار بار مگر
اسے بھلانا کسی طور میرے بس میں نہیں

برس برس ترے وعدوں کا میں نے چھان لیا
ترے وصال کا موسم کسی برس میں نہیں

وہ ذائقہ جو پرانی شراب میں ہے ضیاء
وہ ذائقہ کہیں تازہ پھلوں کے رس میں نہیں

☆☆

محمد ضیاء اللہ قریشی
میانوالی (پاکستان)
+92 334 793 1536

☆☆

یہ خطا میری نہیں تھام ، نہ رکھ!
مجھ پہ ہر بات کا الزام نہ رکھ

زندگی تجھ کو بہت ڈھونڈا ہے
مجھ کو آواز دے ناکام نہ رکھ!

بے وفا کون ہے معلوم تو ہے
اس کہانی کو سرِ عام نہ رکھ!

ساقیا ہوش میں لانے کے لیے
کچھ پلا اَور مجھے ، جام نہ رکھ

عشق اک آگ ہے گلشن ہے نہیں
اسے دل میں کوئی خوش فام نہ رکھ!

کاٹ لے ہجر میں تُو ساری حیات
پیار میں وصل کو انجام نہ رکھ

تیرے بن جی نہ سکے گا یہ خلیل
دل میں پیارے کوئی ابہام نہ رکھ

☆☆

محمد خلیل الرّحمٰن خلیل
اسلام آباد (پاکستان)
+92 300 950 9156

☆☆

نظر اس کی مری جانب اگر اِک بار ہو جائے
خزاں دیدہ یہ میرا دشتِ دل گلزار ہو جائے
سزا ایسی ملی ہے مجھ کو ناکردہ گناہوں کی
کہ جو بھی گفتگو مجھ سے کرے بیزار ہو جائے
" انا الحق " کی صدا کافور ہو جائے گی دنیا سے
جہاں میں نصب گر ہر سُو صلیب و دار ہو جائے
میں خوش قسمت بلنداختر بلنداقبال ہو جاوں
اگر میری بھی قسمت میں ترا دیدار ہو جائے
مداوا جس کے بھی دردِ نہاں کا کر دیا تم نے
نہیں ممکن دوبارہ وہ کبھی بیمار ہو جائے
زبانِ صوفیِ برحق سے ممکن ہی نہیں ہرگز
خدائے پاک کی توحید کا انکار ہو جائے
مجھے حاصل جو اُس کے دستِ نازک کا سہارا ہو
عدیل اِک جست میں غم کا سمندر پار ہو جائے

☆☆

محمد عدیل شیرازی
لاہور، (پاکستان)
+92 303 434 0503

☆☆

سانپ ہوں نا ، اس لئے ڈستا ہوں میں
آج کے انسان سے اچھا ہوں میں
آگیا ہوں دام میں ہر ایک کے
کس قدر بازار میں سستا ہوں میں
بن گئی دلہن کسی کی تو مگر
دل میں تیرے آج بھی بستا ہوں , میں
تیری چاہت میں ہوا ہے حال یہ
بے سبب روتا ، کبھی ہنستا ہوں میں
ہوں بُروں کے واسطے میں بھی بُرا
یہ نہ سمجھو کہ بہت اچھا ہوں میں
آج بھی پہنا ہے میں نے وہ لباس
جس کو پہنوں تو تجھے جچتا ہوں میں
سوز جو رکھتا ہے جیسا بھی گماں
اس کی نظروں میں تو بس ویسا ہوں میں

☆☆

پروفیسر محمد علی سوز
:کراچی (پاکستان)
+92 345 233 4086

☆☆

وہ ایک شخص مری زندگی اجال گیا
یہ اور بات کہ خود مجھ کو بھول بھال گیا
جدا ہوئے تو نئے وعدہ ء وصال کے ساتھ
وہ ایک گرتے ہوئے شخص کو سنبھال گیا
یہ مانتا ہوں کہ اس نے سپردِ مرگ کیا
مگر وہ غم کے بھنور سے مجھے نکال گیا
تمہارے قرب کے لمحات پر لگا کے اڑے
وہ دن گیا ، وہ مہینہ گیا ، وہ سال گیا
وہ ایک دور تھا جب ہم بھی عشق کرتے تھے
وہ دور خواب ہوا، اور وہ خیال گیا
ہزار بار منور ہوئی ہے بات اس سے
ہزار بار مگر میری بات ٹال گیا

☆☆

پروفیسر منور ہاشمی
اسلام آباد۔(پاکستان)
+92 334 5534239

☆☆

ہمیں اب تیرے رستے پوچھتے ہیں
مسافر ہو کہاں کے ؟ پوچھتے ہیں
بتا کن بستیوں کی سمت جائیں
ہوا سے آج شعلے پوچھتے ہیں
کہاں میں آ گیا ہوں بیخودی میں
یہ کس کا در ہے سجدے پوچھتے ہیں
جو نفرت کے تھے تاجر آج ہم سے
محبت کے طریقے پوچھتے ہیں
حقیقت میں ڈھلے گی کب یہ دنیا
مری آنکھوں کے سپنے پوچھتے ہیں
منور کب جلو گے دیپ بن کر
جہاں بھر کے اندھیرے پوچھتے ہیں

☆☆

ڈاکٹر منور احمد کنڈے
۔انگلینڈ۔(برطانیہ)
+44 7778 267318

☆☆

اب بھی رہتا ہے مرے دل میں اجالوں کی طرح
وہ بھلایا تھا جسے گذرے خیالوں کی طرح

ڈھونڈتے ہی رہ گئے ہم دے نہ سکے کوئی جواب
پیار بھی اس نے کیا ہم سے سوالوں کی طرح

یوں جدائی کا ترے وقت کٹا تیری قسم
ایک اک پل ہے کہ گذرا ہے وہ سالوں کی طرح

آ بھی جاؤ کہ ستارے بھی چلے ست افق
دل میں ارمان مچلتے ہیں غزالوں کی طرح

آج بھی یاد کیا کرتے ہیں دیتے ہیں مثال
داستاں عشق کی اپنی ہے حوالوں کی طرح

☆☆

ڈاکٹر ممتاز منور
پونے۔ (بھارت)

☆☆

حادثے راہ کے درمیاں آگئے
ہم کہاں جارہے تھے کہاں آگئے
کچھ تیرے خواب تھے کچھ میرے خواب تھے
نیند میں ہم کہاں سے کہاں آگئے
دل تو اپنے ہی ہاتھوں نچوڑا گیا
انگلیوں پہ لہو کے نشاں آگئے
اے دلِ مضطرا ہوش میں آ ذرا
تیری چُپ پہ سوالی نشاں آگئے
کچھ نہ قیمت لگی ان کی بازار میں
دل کے ارمان لے کر جہاں آگئے
بزمی بے سود جاں کی گدازی رہی
دل نے ضد کی جہاں وہ وہاں آگئے

☆☆

منظور احمد بزمی
کوالالمپور (ملائشیا)
+ 60 18 3782490

☆☆

دل تک پہنچ کے میری یہ حالت بگاڑ دی
دو چار دن میں اس نے تو عادت بگاڑ دی
سمجھا تھا زندگی کو ہواوں کے درمیاں
زنداں میں رکھ کے تو نے طبیعت بگاڑ دی
زرتار مخملی سا تھا چہرہ کبھی ترا
فکرِ جہاں نے چاند سی صورت بگاڑ دی
ماوں کی لوریوں میں بہت خواب تھے مگر
دنیا نے زندگی کی حکایت بگاڑ دی
ہاتھوں پہ رکھ لیا ہے جو اپنی انا کا بوجھ
سمجھو کہ خاندانی روایت بگاڑ دی
کیا جانیے جہان میں ٹھہرے نہ معتبر
اس کشمکش نے حرف کی زینت بگاڑ دی۔

☆☆

منزہ سحر
لاہور (پاکستان)

☆☆

سُن کبھی تو صدائے نسیمِ سحر
گیت چاہت کے گائے نسیمِ سحر
سازِ اُلفت بجائے نسیمِ سحر
بزمِ دِل کو سجائے نسیمِ سحر
بُھول جائیں شبِ غم کی سب تلخیاں
آس ایسی جگائے نسیمِ سحر
دِل کی دُنیا میں سب ایک جیسے ملے
چاک داماں سوائے نسیمِ سحر
حُسنِ گُلشن نہاں ہے اِسی میں فقط
گُل کے نغمے نوائے نسیمِ سحر
اے طبیبو محبت کے بیمار کو
دو فقط اَب دوائے نسیمِ سحر
سب شبِ وصل کی آرزو میں پھریں
میں ہوں طاہر گدائے نسیمِ سحر

☆☆

سید محمد طاہر شاہ۔
راولپنڈی (پاکستان)
+92 333 529 3849

☆☆

یوں کھو چکے ہیں آج ہم اپنا وقار تک
باقی نہیں بچا ہے سُروروخمار تک

رسّی خدا کی تھامنا ہے اِعتِصام سے
جانا اگر ہے پھر فلکِ افتخار تک

اب گرمیِ حیات کا نام ونشاں نہیں
باقی نہیں ہے راکھ میں کیا اک شرار تک؟

دشوار ہے ضرور، مگر لذتیں بھی ہیں
جاکر تو دیکھیے گا کبھی کوئے یار تک

اُس سے بڑا نہیں کوئی مفلس، جہان میں
جو کھو چکا ہے دولتِ صبرو قرار تک

یہ کیسی بندشیں ہیں؟ یہ کیسا اصول ہے؟
اظہارِ غم کا مجھ کو نہیں اختیار تک

اب اپنی بے حسی کا یہ حال ہے کہ لوگ
تکلیف سن کے ہوتے نہیں بے قرار تک

☆☆

پروفیسر مقبول احمد مقبول
اُودگیر، مہاراشٹر (بھارت)
+91 90285 98414

☆☆

لہو لہو میں رقصاں آگ کی کون ضمانت دے گا
دروازے پہ بیٹھے ناگ کی کون ضمانت دے گا

چُوزے صحن میں آ کر اپنا اپنا دانہ چگ لیں
منڈیروں پر بیٹھے کاگ کی کون ضمانت دے گا

ساغر ساغر چھلکا سورج، پیمانوں میں چندا
بہکے بہکے دلکش راگ کی کون ضمانت دے گا

ہر اک سمت سے پتھر برسے لیلیٰ کی نگری میں
مجنوں تیرے بگڑے بھاگ کی کون ضمانت دے گا

راز ترے جوگی ہردے میں درد بھرا ہے جس نے
اس جوگن کے جیون تیاگ کی کون ضمانت دے گا

☆☆

ڈاکٹر محمد افضل راز
گجرات (پاکستان)
+92 300 9625108

☆☆

ترے عشق میں بھی مزا نہیں
کوئی عشق تیرے سوا نہیں

کوئی شاہ کوئی فقیر ہے
یہ وہ فرق ہے جو مٹا نہیں

میں ہوں آپ اپنی ہی گھات میں
کوئی دیو، کوئی بلا نہیں

مرا دکھ ہے سارے جہان کا
یہ وہ دکھ ہے جس کی دوا نہیں

ترے دل میں خوف ہی خوف ہے
ترے دل میں خوفِ خدا نہیں

☆☆

ڈاکٹر شیخ محمد اقبال
سرگودہا (پاکستان)
+92 300 448 9399

☆☆

یہ کیسا شور برپا ہے سنائی کچھ نہیں دیتا
یہاں عشق و محبت میں سجھائی کچھ نہیں دیتا

عجب سی دھند چھائی ہے دلوں کی شاہراہوں پر
محبت کرنے والوں کو دکھائی کچھ نہیں دیتا

مگر تم مانتے کب تھے، تمھیں میں نے کہا بھی تھا
اگر چاہت نہ ہو دست حنائی کچھ نہیں دیتا

زمانے بھر میں اپنوں کا وطیرہ ایسا دیکھا ہے
کہ مر مر کے بھی مر جاؤ تو بھائی کچھ نہیں دیتا

جو پوچھا میں نے بابا جی سے رونے کا سبب، بولے
کہ میرا کوئی بھی بیٹا کمائی کچھ نہیں دیتا

☆☆

محمد کلیم ضیاء
حاصل پورِ ضلع بہاولپور (پاکستان)
+92 333 3839392

☆☆

دل میں جن کے خلوص و محبت نہیں
اس کی دونوں جہاں میں عظمت نہیں
مفلسی میں کبھی ملتی عزت نہیں
آج تو آدمی کی بھی قیمت نہیں
سر جھکاتا ہے کیوں جا کے بت خانے میں
کیا ترے سر پہ اللہ کی رحمت نہیں
نام جس میں خدا کا نہ شامل ہو گر
ایسے کاموں میں ہوتی ہے برکت نہیں
اپنی شہرت پہ اترانا اب چھوڑ دے
رہتی ہے زندگی بھر تو شہرت نہیں
ٹوٹ جاتا ہے گر دل کبھی عشق میں
دل میں رہتی ہے پھر کوئی چاہت نہیں
پھیر لیتے ہیں نظریں وہ اپنوں سے ناز
جن کی آنکھوں میں ہوتی مروت نہیں

☆☆

نادرہ ناز
کولکاتا (بھارت)

☆☆

''در و دیوار پہ حسرت کی نظر'' سے پہلے
کیوں بدن چور ہوا میرا سفر سے پہلے
بعد میں نکلی ہے جاں اس جسدِ خاکی سے
چند تصویرِ بتاں نکلی ہیں گھر سے پہلے
اب تو ہر شخص نے چہرے پہ لہو پہنا ہے
کون مقتل میں تھا اس خاک بسر سے پہلے
اب جو آبادِ محبت ہوں، تھا برباد بہت
بور آتا ہے شجر پر بھی ثمر سے پہلے
اب بھی سنتا ہوں وہ آواز تو کھِل اٹھتا ہوں
اب بھی دل جھکتا ہے اس در پہ نظر سے پہلے
جو نہ کرنا تھا محبت میں وہی کر گزرے
رہن رکھ دی ہے انا کاسۂ سر سے پہلے
کیا میں آئندہ کو ماضی کی گواہی دوں گا
اس نے کاٹی ہے زباں دستِ ہنر سے پہلے

☆☆

ناصر علی سیّد
پشاور (پاکستان)
+92 300 582 1433

☆☆

گل رخوں میں بھی لاجواب ہے تو
ان بہاروں کی آب و تاب ہے تو
کس کو بتلاؤں رازِ دل اپنا
دے گیا درد بے حساب ہے تو
دل یہ کہتا ہے تیرے ملنے پر
بے مثال اور لا جواب ہے تو
ہے سہارا ہجومِ غم میں ترا
شبِ ہجراں میں ماہتاب ہے تو
ہر طرف تجھ کو دیکھتا ہے وسیم
یعنی اِس دل کا اضطراب ہے تو

☆☆

نثار وسیم چنپٹوی
رام نگر (بھارت)
+91 98449 43339:

☆☆

جسے گماں تھا جسے یقیں تھا وہ میں نہیں تھا
ابھی ابھی جو یہیں کہیں تھا۔ وہ میں نہیں تھا
میں تیرے پیکر میں کر رہا تھا تلاش اپنی
جو تیرے دل کے بہت قریں تھا۔ وہ میں نہیں تھا
ترا کرم تھا کہ نعمت غم مجھے عطا کی
جسے گلہ تھا۔ دل حزیں تھا۔ وہ میں نہیں تھا
میں دل تپیدہ۔ دہن دریدہ سو وہ جو کل شب
مغنیء صوت دل نشیں تھا۔ وہ میں نہیں تھا
تری تجلی کی اک جھلک ہی مجھے بہت تھی
ہلاک زہراب انگبیں تھا۔ وہ میں نہیں تھا
نمائش داغ سجدہ پر ہوں بڑا پشیماں
وہ شخص جو سر بسر جبیں تھا۔ وہ میں نہیں تھا
مرا شرف تھا در علی کا فقیر ہونا
گداگر کوےء آن و ایں تھا وہ میں نہیں تھا

☆☆

پروفیسر نواب نقوی
راولپنڈی (پاکستان)
+92 311 0070023

☆☆

اُس کی آنکھوں میں ستاروں کا سماں رہتا ہے
چاند چہرے پہ کسی غم کا دھواں رہتا ہے
آہ لب پر نہ رہے دل میں فغاں رہتا ہے
جن کے چہروں پہ تبسم سا رواں رہتا ہے
دل کسی اور کی چاہت میں ترا الجھا تھا
جانے اکثر ہی مجھے کیوں یہ گماں رہتا ہے
عشق کر لے جو کسی دل میں ٹھکانہ اپنا
پھر کوئی اور کہ اُس دل میں کہاں رہتا ہے
عمر ڈھلتی ہو تو ڈھلتا ہے محبت کا بدن
ایسا ممکن نہیں جب عشق جواں رہتا ہے
عزم راسخ ہو جو دل میں تو پھر اک ایک قدم
سمت منزل کے جو بڑھتا ہے کشاں رہتا ہے
بیش قیمت تری یادوں کے گہر، ناز، بہت
دل کے مدفن میں خزینہ سا نہاں رہتا ہے

☆☆

نزہت جہاں

کراچی (پاکستان)

☆☆

اپنے ہونٹوں پہ تبسم کو سجانے والے
جانتی ہوں میں تجھے درد چھپانے والے
بھول جانے کو مجھے کہہ تو دیا ہے لیکن
کیسے بھولوں تجھے رگ رگ میں سمانے والے
میرے حالات جو بدلے تو نگاہیں بدلی
کل تلک تھے یہی پلکوں پہ بٹھانے والے
حالِ دل میرا کسی روز ذرا تو سن لے
اپنے احوال شب و روز سنانے والے
آج کیوں درد کی شدت میں کمی آئی ہے
ہاتھ کیا شل ہوئے اے زخم لگانے والے
زندگانی میں نئے رنگ بھرے ہیں تو نے
میری دنیا مرے خوابوں کو سجانے والے
جان قربان وہ کرتا ہے حیا پر اپنی
صدقے جاؤں اے مرے ناز اٹھانے والے

☆☆

نفیسہ حیاء

احمد نگر*مہاراشٹر (بھارت)

☆☆

ہفت افلاک کا عنوان ہوا کرتا تھا
جب ستارہ مرا ذیشان ہوا کرتا تھا
چین اس کو بھی گھڑی بھر کو میسر نہیں تھا
ان دنوں میں بھی پریشان ہوا کرتا تھا
ان دنوں دھول تھی اتنی نہ دھواں پھیلا تھا
دیکھ لینا تجھے آسان ہوا کرتا تھا
خال و خد حسن کا معیار بڑھا دیتے ہیں
میں اسے دیکھ کے حیران ہوا کرتا تھا
پھر کسی نے دلِ ویران کا در باز کیا
یہ علاقہ تو بیابان ہوا کرتا تھا
ہے کوئی اس سا حسیں شخص تو آگے آئے
پورے کیمپس میں یہ اعلان ہوا کرتا تھا

☆☆

نعیم رسول
سرگودھا (پاکستان)
+92 304 3839675

☆☆

تمام عمر رہِ پُر خطر سے گزرے ہیں
جنونِ بزمِ ستائش کی شر سے گزرے ہیں
گزر رہے ہیں سبھی اپنی اپنی منزل سے
مگر ہم ایک حسینہ کے گھر سے گزرے ہیں
بے روزگارِ زمانے کا درد کیا جانیں
جو عیش گاہ کے شام و سحر سے گزرے ہیں
حدودِ ظلم و ستم اور کتنا توڑیں گے
وہ قافلے جو برابر ادھر سے گزرے ہیں
متاعِ زیست کے اسباب ہم سے مت پوچھو
زمانِ حال کے دستِ ہنر سے گزرے ہیں
ہمیں بتاتے ہو کیا کیا غزل میں رکھا ہے
غزل سرائی کی بزمِ شرر سے گزرے ہیں
نواز ہاتھوں میں کشکول علم دین لیے
ہر ایک شہر کے علمی نگر سے گزرے ہیں

☆☆

نواز شاہی
ضلع الہ آباد، (بھارت)
+91 83549 79755

☆☆

زمانے سے مہر و وفا کر رہا ہوں
بہت خوبصورت خطا کر رہا ہوں
میں کہتا ہوں خود کو غلام محمد
مگر غیر کی اقتدا کر رہا ہوں
الٰہی بچا مجھ کو دور فتن سے
تری بارگہ میں دعا کر رہا ہوں
سلامت رہو تم ستم ڈھانے والے
ترے خیر کی میں دعا کر رہا ہوں
مرا صرف اللہ حاجت روا ہے
تو دنیا کا کیوں آسرا کر رہا ہوں
ندا ظلم سہنے کا مطلب یہی ہے
کہ ظالم کو ہمت عطا کر رہا ہوں

☆☆

ندا عارفی
دربھنگہ،(،بھارت)
+91 95079 29244

☆☆

مدت سے ایک شخص مرے آس پاس ہے
تھوڑا مجھے یقین ہے، تھوڑا قیاس ہے
چوڑی مری کلائی کی رہتی ہے منتظر
شاید کسی کے لوٹ کے آنے کی آس ہے
چنتا ہے آپ عشق مریضانِ ہجر کو
کہتے ہیں دشتِ آرزو مردم شناس ہے
اک دلنشیں سراب ہے امکانِ وصلِ یار
امید کے لباس میں سربستہ یاس ہے
اوڑھے ہوئے ہے درد کی چادر غرور سے
محفل میں اس کے جیسا کوئی خوش لباس ہے؟
آئینہ ہوگئے ہیں من و تُو کا اس طرح
دریا کی بوند بوند میں صحرا کی پیاس ہے
نیلم سناؤ شعر کوئی آج معتبر
سچا خیال , اچھے سخن کی اساس ہے

☆☆

نیلم بھٹی
مشی گن،(امریکہ)

☆☆

اداس لوگوں سے پیار کرنا کوئی تو سیکھے
سفید لمحوں میں رنگ بھرنا کوئی تو سیکھے

کوئی تو آئے خزاں میں پتے اگانے والا
گلوں کی خوشبو کو قید کرنا کوئی تو سیکھے

کوئی دکھائے محبتوں کے سراب مجھ کو
مری نگاہوں سے بات کرنا کوئی تو سیکھے

کوئی تو آئے نئی رتوں کا پیام لے کر
اندھیری راتوں میں چاند بننا کوئی تو سیکھے

کوئی پیمبر کوئی امامِ زماں ہی آئے
اسیر ذہنوں میں سوچ بھرنا کوئی تو سیکھے

نیلما ناہید درانی

لاہور (پاکستان)

☆☆

پھر ہواؤں سے ساز باز ہوا
ہر سو منظر ہے جاں گداز ہوا
عزم محکم یقین تھا جس کا
وہ زمانے میں سرفراز ہوا
مطمئن پڑھ کے ہم ہوئے تحریر
جب بھی رقعہ نظر نواز ہوا
کیوں غم دوراں کی فکر ہو ہم کو
جب ہے اپنا وہ کار ساز ہوا
کیوں عقیدہ بگاڑ لیں اپنا
منکشف جب سبھوں پہ راز ہوا
ہے تفاخر میں پڑ گئی دنیا
جب سے اپنوں میں امتیاز ہو
ا قد گھٹانے میں لگ گئی دنیا
قد جو عادل کا ہے دراز ہوا

☆☆

نصیر احمد عادل

ضلع دربھنگہ بہار (بھارت)

+91 94310 91160

☆☆

سدا ساتھی وہ جیون کے جو میرے ہم سفر نکلے
بکھرتا دیکھ کر مجھ کو ادھر نکلے ادھر نکلے
اسے دل میں بسایا زندگی بھر کیلئے میں نے
مگر میری تو ہستی کے یہ لمحے مختصر نکلے
مجھے تیری جدائی کے مرض نے اس طرح گھیرا
جہاں بھر کی دواؤں کے اثر بھی بے اثر نکلے
ہمیں یہ بے گھری گھر کی طرح معلوم ہوتی ہے
تری زلفوں میں ہم جو ڈھونڈنے اپنا نگر نکلے
جلا کر خط محبت کے جہاں تک بس چلا ان کا
زمانے کے مظالم سب وہ مجھ پر کر گزر نکلے
اسے شاید غریبوں پر ذرا سا ترس آ جائے
گدائی کا لبادہ اوڑھ ہم شام و سحر نکلے
میں قسمت کے ستاروں کا گلہ کیسے کروں حامی
مری ناؤ کا ہر سو سامنا کرنے بھنور نکلے

☆☆

نعمان حیدر حامی
دریا خان ضلع بھکر (پاکستان)
+92 342 046 9568

☆☆

خدائی عشق والوں کو بڑا انعام دیتی ہے
سنہری صبح دیتی ہے گلابی شام دیتی ہے
وہ جس کو دیکھنے سے لہر سی اٹھتی ہے سینے میں
وہی تصویر آنکھوں کو ذرا آرام دیتی ہے
حفاظت چاہتی ہیں گھر کی بکھری پھیکی چیزیں بھی
رکھی ہر ایک شئے وقت ضرورت کام دیتی ہے
دکاں سے اسکی میں نے جب خریدا کوئی بھی ساماں
نہ جانے دام کیا ہے جو وہ سستے دام دیتی ہے
ٹھکانا عشق کے ماروں کا جنگل ہے کہ ہے صحرا
بہ ہر صورت یہ رغبت گوشۂ گمنام دیتی ہے
وہی عوام جو سر پر بٹھاتی ہے جیالوں کو
بھروسہ ٹوٹنے پر پھر وہی دشنام دیتی ہے
ارادے کرتے ہیں ہم بر سر پیکار ہوتے ہیں
مگر رب کی مشیت نذر سر انجام دیتی ہے

☆☆

نذر فاطمی۔
پٹنہ بہار (بھارت)
+91 97712 22617

☆☆

چاہتوں کے تخت پر ہم کو بٹھایا شکریہ
اور بٹھا کر پھر نظر سے بھی گرایا شکریہ
تھا بڑا ہی شوق جس کو قربتوں کا کل تلک
راستہ بھی ہجر کا اس نے دکھایا شکریہ
ڈھونڈتا تھا عکس اپنا میرے خال و خد میں
جو آج مٹی میں مجھے اس نے ملایا شکریہ
روشنی کہہ کر دھوئیں میں مجھ کو اس نے گم کیا
دل لگی دل کی لگی کو ہی بنایا شکریہ
میری اک مسکان پر قربان ہوتا تھا کبھی
پھر اسی سنگ دل نے ہی مجھ کو رلایا شکریہ
سامنے دریا کی صورت میں ہے جو صحرا قبول
زندگی جو رنگ بھی تو نے دکھایا شکریہ
اک تمہاری ہی وفا پر مان تھا شاہین کو
سنگ سب سے پہلے تم نے ہی اٹھایا شکریہ

☆☆

ڈاکٹر نجمہ شاہین کھوسہ
ڈیرہ غازی خان (پاکستان)

☆☆

زندگی کی قید سے اک دن رہا ہو جائیں گے
ہم سے تم اور تم سے ہم ایسے جدا ہو جائیں گے
اس طرح رخ پھیر کر ہم سے نہ جاؤ جانِ من
ہم تمہارے اس رویے سے خفا ہو جائیں گے
یہ جہاں فانی ہے اس سے دل لگانا ہے عبث
سارے منظر ایک اک کر کے فنا ہو جائیں گے
دوستوں کو اس قدر مت آزمانا دوستو
وقت آنے پر یہ سب کے سب ہوا ہو جائیں گے
آپ کیا سے کیا ہوئے ہیں، ہم کو ہے معلوم سب
ہم بھی جانے کل کہاں پھر کیا سے کیا ہو جائیں گے
وہ چمن میں صبح دم آتا ہے خوشبو کی طرح
ہم بھی اس گلشن میں پھر بادِ صبا ہو جائیں گے
غم کی کیفیت میں جب نیئر پکارو گے انہیں
آشنا ہو کر بھی وہ نا آشنا ہو جائیں گے

☆☆

نیئر سرحدی
اسلام آباد (پاکستان)
+92 333 7773883

☆☆

اس جہانِ آب و گل کو گر نظر بھر دیکھتی
زندگی میں زندگی کا راز مضمر دیکھتی
آندھیوں اور بجلیوں کا خوف نہ ہوتا مجھے
جذبِ دل کا گر طلاطم خیز منظر دیکھتی
چاہتوں اور راحتوں کی لذتیں تلچھٹ میں تھیں
پیاسی رہ جاتی اگر میں رنگِ ساغر دیکھتی
میری زد میں ہے جہاں اور میں جہاں کی زد میں ہوں
اتنی فرصت ہی نہ تھی موسم کے تیور دیکھتی
ذات کے گنبد نے یوں محصور مجھ کو کر دیا
بے کراں ہوتی اگر میں خود سے باہر دیکھتی
میں سمندر کی تہوں میں چھانتی نہ سیپیاں
چشمِ نم میں گر کبھی نیساں کا جوہر دیکھتی
بے حجابی نے تری مسحور امرت کو کیا
کیا مکرر دیکھتی ، کیونکر مکرر دیکھتی

☆☆

پروفیسر وکٹوریہ پیٹرک امرت
لاہور (پاکستان)

☆☆

وجودِ سرد میں سورج کی آرزو کے لئے
لہو کی جسم میں گردش ہے جستجو کے لئے
میں چشمہ صحرائے دل میں تلاش کرتا ہوں
تمہاری یاد کے اشجار کی نمو کے لئے
کہ جن سے خلقِ خدا معتبر ہو دنیا میں
تو لفظ کاش عطا کر دے گفتگو کے لئے
میں پھول لایا تو ہوں چھید چھید دامن ہے
ملے ہیں خار ہی چاکِ جگر رفو کے لئے
خدا کے واسطے اک بار بے رخی کرنا!
ترستی لفظوں کی کلیاں ہیں رنگ و بو کے لئے
نظر میں میری محبت نہیں عقیدت ہے
تمہاری حرمت و عظمت کی آبرو کے لئے
ترے خیال کے بادل تو روز آئے فہیم
دو اشک دے دو خدارا کبھی وضو کے لئے

☆☆

ڈاکٹر یونس فہیم
لالہ موسیٰ۔ پاکستان
+92 334 1005267

☆☆

ندائے صید زبوں زار میں غزل کہہ دی
غزال حسن کی سرکار میں غزل کہہ دی
ہجوم شوق کا دریا ئے فکر و بحر خیال
کہ غرق دورہء منجدھار میں غزل کہہ دی
غزل شناس، غزل گو،غزل مزاجوں سے
عجیب حیرت انبار میں غزل کہہ دی
ہے جرآت اور کسی میں تو آزمائے ہنر
خمار عشق کے اطوار میں غزل کہہ دی
چلی ہوا جو سر شام شہر خوباں سے
سرور موجہء گلنار میں غزل کہہ دی
عصیم اہل نظر،اہل دل کہیں جو کہیں
کہ خارزار رہ یار میں غزل کہہ دی

☆☆

و، پ، عصیم صلیبی
فیصل آباد(پاکستان)
+92 334 982 3359

☆☆

کیا کہوں کس غم سے میری زندگی خاموش ہے
چہرہ ِ ایم کی ہر سر خوشی خاموش ہے
میری قسمت میں فقط ہے جگنوؤں کی روشنی
رات ہے ویران میری چاندنی خاموش ہے
کب تلک ٹوٹے کھلونوں سے انہیں بھلاؤں میں
ریزہ ریزہ خواہشوں کی ہر ہنسی خاموش ہے
دوش پر ہے سب کے اپنی ذات کا بار گراں
اس لئے ہر دیدہء تر میں نمی خاموش ہے
ختم ہو جائے گا اک دن خواہشوں کا رت جگا
زیرِ دامانِ ہوس دل کی لگی خاموش ہے
آتشِ نمرود، ابراہیم پر تھی بے اثر
آج تک اس معرکے پر دشمنی خاموش ہے
جانتی ہے ایک دن اس میں سما جاؤں گا میں
اس لئے میری انا پر پرتھوی خاموش ہے

☆☆

پروفیسر ڈاکٹر ہارو الرشید تبسم
سرگودھا(پاکستان)
+92 345 863 7888

☆☆

جو تیرے قرب کے لمحات بھول جاتے ہیں
عجیب لوگ ہیں اوقات بھول جاتے ہیں
محبتوں کی شروعات کرنے والے لوگ
گزشتہ عشق کے صدمات بھول جاتے ہیں
مٹھاس اپنے پھلوں کی بیان کرتے ہیں
شجر، زمین کی خدمات بھول جاتے ہیں
جو زلزلے سے کھنڈر سب مکان ہو جائیں
تو شہر اپنے مضافات بھول جاتے ہیں
ہزار زاویہء عرضِ حال سوچتے ہیں
وہ سامنے ہو تو ہر بات بھول جاتے ہیں
میں دھڑکنوں کے تسلسل کو یاد رکھتا ہوں
وہ رکھ کے دل پہ مرا ہاتھ بھول جاتے ہیں
لہو سے لکھتے ہیں روداد ِ حالِ دل حماد
سخن وری کے کمالات بھول جاتے ہیں

☆☆

پروفیسر حماد خان
نیویارک(امریکہ)
+1 (917)705 0058

☆☆

مقاصد جن کے اونچے تھے وہی بدبخت نکلے ہیں
نرم دم گفتگو والے مزاجا سخت نکلے ہیں

تمہارے دل میں بسنے کے گماں کو ہم یقیں سمجھے
مگر سچ ہے کہ اس نگری سے ہم یکلخت نکلے ہیں

میری بستی کے لوگوں پر خدا کا قہر جب برسا
جو کل تک شاہ بنتے تھے بھلا کر تخت نکلے ہیں

ادب کی ہر روایت سے جو واقف تھے دل وجاں سے
وہی چہرے بھیانک تھے, وہ لہجے سخت نکلے ہیں

ترے رخ کی زیارت کا قصیدہ سب نے لکھا تھا
فقط ہم سے کیا پردہ , ہمی بدبخت نکلے ہیں

☆☆

رضوانہ رضی
اٹک (پاکستان)

معراجِ سخن

مبصر: ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم

الفاظ کی گل پاشی:

☆ جس طرح روح کی بالیدگی کے لیے آکسیجن کا ہونا ازبس ضروری ہے اسی طرح اب پاکستان میں حاجی گل بخشالوی اور قلم قافلہ کھاریاں پاکستان کا وجود لازمی ہو چکا ہے۔ان کے ذہنی رجحان اور نظریاتی ادراک نے پاکستانی ادب کو چار چاند لگا دیے ہیں ۔ان کی گراں مایہ کتب ادب کے لیے توشۂ رہنمائی ہیں ۔ان کی تخلیقی صلاحیتوں پر ایم فل کا مقالہ بھی منظر عام پر آ چکا ہے۔زیرِ نظر کتاب ''معراجِ سخن'' اُن کے عشقِ رسول ﷺ کا پرتو ہے۔یہ کام رنگ معرفت کا ایک آئینہ ہے۔حاجی گل بخشالوی کے نہاں خانۂ دل میں تاجدارِ ختم نبوت، محمد مصطفیٰ ﷺ سے عشق کی لَو موجود ہے۔ان کے لفظوں نے نزہتِ خلد بریں منور کر دی ہے۔اس کتاب میں شامل نذرانۂ عقیدت بحضور خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ شعور و تحت الشعور کا ایسا خزینہ ہے جس سے نعتیہ شاعری کے حسن میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔قسمت نوعِ بشر تبدیل کرنے کے لیے حمد و نعت سے دلی لگاؤ بہت ضروری ہے۔''معرج سخن '' درحقیقت معراجِ اَدب کا ایفل ٹاور ہے جہاں سے ہم عاشقانِ رسول ﷺ کے اس قافلے کو دیکھ سکتے ہیں جو قلم قافلہ پاکستان کی سرپرستی میں انوارِ
رسول پاک ﷺ دیکھنے کے متمنی ہیں۔ڈاکٹر گل بخشالوی ایسے اَدبی معالج کا معاشرے میں ہونا ازبس ضروری ہے۔منتشر لوگوں کو ایک قوم بنانے کے لیے دعوتِ حمد و نعت وقت کی اہم ضرورت ہے۔سرورِ کائنات ﷺ کی توصیف کے لیے ہمارے پاس مناسب لفظ موجود نہیں ہیں۔یہ کچھ جو ہم لکھتے ہیں محبوبِ کبریا ﷺ سے محبت کا

اظہار ہے۔جس ہستی کے اوصاف پر پورا قرآن موجود ہے۔ایک بندہ اُن ﷺ کی تعریف کا حق ادا کرنے سے قاصر ہے۔حضور ﷺ کی تعریف حرفِ دُعا ہے۔ایک ایسا سجدہ ہے جس میں نور ہی نور نظر آتا ہے۔عالمِ انسانیت میں رحمت للعالمین ﷺ کی مدح سرائی تاحشر ہوتی رہے گی۔مسائل سے جھلستی ہوئی اس سرزمین کو گلزار بنانے کے لیے آپ ﷺ کے اقوال پر عمل کرنا شرطِ اوّل ہے۔پیغامِ حمد و نعت چار سو پھیلانے والوں میں حاجی گل بخشالوی کا نام چاروں طرف گونج رہا ہے۔گل بخشالوی ہمہ جہت شخصیت کے حامل شاعر و ادیب ہیں وہ ہمیشہ دوسروں کو متعارف کروانے میں مصروفِ عمل رہتے ہیں۔انتخابِ حمد و نعت کا سلسلہ نیا نہیں ہے وہ اس سے پہلے خدائے محمد ﷺ، بزمِ رسالت ﷺ، گلزارِ محمد ﷺ، دربارِ رسالت ﷺ، حاضری حضور ﷺ کے حضور، اَدبی میدان میں پیش کر چکے ہیں اور اَب ''معراجِ سخن'' کی نقاب کشائی آپ کے سامنے ہے۔

''معراجِ سخن'' ایسا نعتیہ گلدستہ ہے جس میں دنیا بھر کے نعت گو شعراء کا انتخاب 2022ء شامل ہے۔ ''معراجِ سخن'' کے ابتداء میں بعنوان ''الفاظ کی گل پاشی'' میں ممتاز دانش وروں،ناقدین کی اس کتاب کے بارے میں آراء کو پیش کیا گیا ہے جس میں سلطان سکون،سید محمد طاہر شاہ، راقم السطور (ہارون الرشید تبسم)،صوفی محمد ضیاء شاہد، آصف ثاقب، جمشید اقبال، عتیق الرحمٰن صفی،شاہ روم خان ولی، مقبول ذکی مقبول، ندیم اسلم،فوزیہ غزل، محمد عارف قادری،سید صابر حسین شاہ بخاری، ڈاکٹر اسحاق وردگ،نواز شاہی الہ آبادی اور سرور پنڈولوی، کے نام شامل ہیں۔

گل بخشالوی نے بے لوث اَدب کی جو خدمت کی ہے وہ ہم سب پر عیاں ہے۔کھاریاں کو باغ و بہار، گل گلزار اور سخن آثار بنانے میں گل بخشالوی کی محنتوں اور کوششوں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔انھوں نے کھاریاں جیسے مرکز سے دور علاقے کو ادب کے حوالے سے معروف کر دیا ہے۔اب کھاریاں ان کے ادبی کاموں کی وجہ سے دنیا بھر میں وجہ شہرت بن گیا ہے۔انھوں نے ''قلم قبیلہ'' کے نام سے رسالہ بھی جاری کیا اور کئی سال بڑی باقاعدگی سے اشاعت پذیر ہوتا رہا۔پھر مختلف شخصیات پر خاص نمبروں نے بھی ان کی شہرت کے گراف کو خاصا بلند کیا۔اب حمد،نعت اور غزل کے انتخاب ہر سال سامنے آ رہے ہیں۔یہ کوشش بھی دراصل دوسروں کی پذیرائی کے لیے ہے۔

اَدب کے لیے گھر پھونک تماشا دیکھنے کی روایت حاجی گل بخشالوی کے ہاں پائی جاتی ہے۔اُنھوں نے ذاتی جیب اَدب کے لیے نچھاور کر دی ہے۔30 مئی 1952ء کو آنکھ کھولنے والے حاجی گل بخشالوی اہلِ اَدب کی

آنکھوں میں سمائے ہوئے ہیں۔ اُنھوں نے اس کتاب کے حوالے سے لکھا ہے:

''دیارِ حبیب سے محبت اپنی جگہ لیکن سیرتِ مصطفیٰ ﷺ، صورتِ مصطفیٰ ﷺ، شانِ مصطفیٰ ﷺ اور اوصافِ مصطفیٰ ﷺ ہی حسن نعت ہے، محمد مصطفیٰ ﷺ رحمت للعالمین ہیں، آپ ﷺ سے محبت ہی درِ اقدس سے ہماری دُعا ہے، نعت تو تبلیغِ دین ہے، اپنی نعت میں عالم کفر کو بتائیں کہ ہم محمد مصطفیٰ ﷺ سے کیوں محبت کرتے ہیں اس لیے کہ آپ ﷺ نورِ خدا ہیں، آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، آپ ﷺ حبیبِ کبریا ہیں۔ حبیبِ خدا سے محبت خالقِ ارض وسماء سے محبت ہے اور جب خالقِ کائنات راضی ہو جائے تو دونوں جہاں روشن ہو جاتے ہیں۔ تب خالق ورازق سے کچھ مانگنے کی ضرورت نہیں رہتی، اس لیے کہ وہ دلوں کے راز جانتا ہے، ہمیں ہماری جنت ہمارے سجدوں کے عوض نہیں ملے گی، سجدے تو خدا سے ہماری محبت کا اظہار ہیں۔ ہمارے سجدوں میں ہمارے ربِ کریم ہمیں جانتا ہے کہ ہم عاشقِ دینِ مصطفیٰ ﷺ ہیں، باغی نہیں ہیں، تب ہمیں خدا سے کچھ مانگنے کی ضرورت نہیں ہوتی اس لیے کہ ہمارے دل میں ہمارے خدا اور حبیبِ خدا ہیں جس کی وجہ سے ہم برساتِ رحمت میں زندگی جی رہے ہیں، ہم ثناء خوانِ رحمت للعالمین ہیں یہ ہی ہماری زندگی سے محبت اور زندگی کا حسن ہے۔''

ڈاکٹر اسحاق وردگ اس کے کتاب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''گل بخشالوی صاحب اپنی ذات میں پرورشِ لوح وقلم کی انجمن ہیں۔ اس انجمن کا اظہار قلم قافلہ پاکستان کی صورت میں بھی آپ کے سامنے ہے اور جناب گل بخشالوی کی شعری اور شعری انتخابات کی شکل میں بھی۔ وہ قومی ادبی زندگی میں کھاریاں کی شناخت کا معتبر حوالہ ہیں۔ شعروادب ان کی زندگی کی بنیادی ترجیحات کی فہرست کا لازمہ ہے۔ وہ اپنی شاعری کی دلآویزی کی رعنائیوں کے روپ میں تاریخ ادب میں زندہ کردار کے طور پر موجود رہیں گے۔ ساتھ ہی سالانہ شعری انتخاب کی روایت سازی کے تناظر میں بھی اردو شاعری کی کئی دہائیوں کی نگہ داری کے حوالے سے بھی یاد رکھے جائیں گے۔''

اس انتخابِ نعت 2022ء میں 203 نعتیں شامل ہیں۔ یہ نہ صرف ایک انتخاب نعت ہی نہیں بل کہ دنیا بھر کے شعرا کی ایک ڈائریکٹری بھی ہے کیوں کہ گل بخشالوی نے ہر نعت کے نیچے شاعر کا نام، شہر اور ملک کا نام دینے کے بعد اس کا موبائل فون نمبر بھی دے دیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی اُدبی خدمت ہے۔ اس حوالے سے دیکھا

جائے تو اس انتخاب کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ کاشف کامل کی نعت کے دو شعر ملاحظہ ہوں:

سب سے افضل ہے تری ذات مدینے والے ،، کردے مجھ پر بھی عنایات مدینے والے

سچ تو یہ ہے کہ زمانے کے شہنشاہ و گدا کھا رہے ہیں تری خیرات مدینے والے

بھارت میں نعت گو شعراء کی کمی نہیں ہے۔ کتاب میں کئی نعت گو شعرا کی نعتیں شامل ہیں۔ شاد بلرام پوری کی نعت کے دو شعر ملاحظہ ہوں:

یہ بھی دعا میں کرتا ہوں ہر اک دعا کے بعد شہرِ مدینہ دیکھ لوں شہرِ خدا کے بعد

محفل سجائیں نعت کی تو ہو یہی خیال ذکر صحابہ کیجئے خیر الوریٰ کے بعد

اسی طرح بھارت، پٹنہ بہار سے نذر فاطمی کی نعت کے دو شعر ملاحظہ ہوں جن میں نبی پاک ﷺ کی مدحت کی گئی ہے۔ اس میں عجز و انکساری اپنے عروج پر دکھائی دیتی ہے۔

میں ابتدائے فکر بہ نام خدا کروں اور اس کے بعد ذکر شہ انبیاء کروں

یارب بفیض شاہ امم کر وہ فن عطا میں مدحت رسول کا کچھ حق ادا کروں

ڈاکٹر فرزانہ فرحت کا تعلق لندن (برطانیہ) سے ہے۔ فرزانہ فرحت کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ وہ اُردو کی ممتاز شاعرہ ہیں ان کی نگارشات کئی رسائل و جرائد میں پڑھنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ ان کی نعت کے دو شعر ملاحظہ ہوں:

علاجِ غم کریں آقا، مرے آنسو گہر کردیں مرے ویران گھر پر آپ رحمت کی نظر کردیں

زمانے میں مسرت آپ نے دی ہر دکھی دل کو قبولیں اشک یہ، میری عقیدت معتبر کردیں

گل بخشالوی کے اس نعتیہ انتخاب میں انگلینڈ سے صبا عالم شاہ کی نعت بھی شامل ہے۔ ان کی نعت کے دو شعر ملاحظہ ہوں:

حیات آپ سے ہے کائنات آپؐ سے ہے تمام سلسلہ شش جہات آپ سے ہے

یہ عرش و فرش سجے آپ کی محبت میں سحر کا نور ستاروں کی رات آپؐ سے

نامور شاعروں، ادیبوں اور دانشوروں نے اُن کی خدمات کو ہدیۂ تحسین پیش کیا ہے۔ چند اقتباسات نذر قارئین ہیں:

☆ سلطان سکون:

''آپ کو ڈاکٹر کے اعزاز کی اُمید کی خوشی ہوئی، فون پر مبارک باد تو دے چکا ہوں مگر وہ مبارک تو ہوا میں تحلیل ہوگئی اس لیے سوچا کہ تحریری طور پر بھی مبارک باد پیش کردوں کیوں کہ تحریر ایک سند ہوتی ہے! حقیقت تو یہ ہے کہ بلوغت سے آج تک آپ کی زندگی اور کمائی کا زیادہ تر حصہ اُدب کی خدمت میں صرف ہوگیا اور ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ اس کے تناظر میں تو اعزازی ڈاکٹریٹ کے ایوارڈ اور سند کی حیثیت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ آپ کے ادبی خدمات تو ''لائیو اچیومنٹ ایوارڈ'' کی مستحق ہیں توقع اور اُمید ہے کہ آئندہ یہ اعزاز بھی آپ کو پیش کر دیا جائے ،تاہم ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری کی سفارش پر بھی بہت بہت مبارک۔''

☆ سید محمد طاہر شاہ:

''گل بخشالوی صاحب اپنی ادبی خدمات کے بل پر بہت جتن اور لگن سے اُدب کے چمن کی پھبن میں سخن کی کرن بن کر اضافہ فرما رہے ہیں۔ اُدبی سفر میں آپ کی مہکار تخیل پر ادراک کی پھوار بن کر برستی ہے جس سے تخلیق میں جھنکار کے آثار نمودار ہونے لگتے ہیں جو فکر کو بیدار کر کے اظہار کی منزل تک لے جاتے ہیں۔''

☆ صوفی محمد ضیاء شاہد:

''پاکستان کی معروف علمی و ادبی شخصیت جناب گل بخشالوی کھاریاں کی طرف سے غزل انتخاب 2021ء غزل دستار موصول ہوا ہے جس میں جناب گل بخشالوی نے میری غزل کا انتخاب شامل اشاعت کر کے میری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ میں جناب گل بخشالوی صاحب کا بے حد مشکور و ممنون ہوں۔ جناب گل بخشالوی صاحب کے علم واُدب پر بہت سارے احسانات ہیں۔ اُنھوں نے زندگی بھر علم واُدب کی خدمت کی ہے اور اس حوالے سے پاکستان کی مختلف ادبی تنظیموں نے ان کی دستار بندی کی ہے۔ ان کے اعزاز میں محفلوں کا انعقاد کیا ہے۔''

☆ آصف ثاقب:

''اب وہ نعتوں کا ایک اور انتخاب مرتب کرنے چلے ہیں خدا انھیں اس عقیدت سے افروز اور مبارک قدم ارادے میں استقامت بخشے گا۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ گل بخشالوی کے ہر انتخاب میں برصغیر کے نامور شعراء کا

کلام اور اہلِ قلم کی تحریریں ہوتی ہیں ان کی خلاص مندی سے کتاب کے روشن روشن اوراق دل اور دماغ میں سما جاتے ہیں۔کھاریاں کا گوشۂ اُدب محدود نہیں اس کے اثرات پر لگا کر اڑ رہے ہیں اس سے متعلق ہر جگہ سے خوش انداز پزیرائی کی خبریں ملتی ہیں۔گل بخشالوی عجز سکار کر کے اُدبی خدمات کی سربلندی کی معجز نمائیاں ترتیب دے رہے ہیں۔ان کے نعتیہ اور غزلیہ انتخاب ترتیب میں پُر وقار اور ذی اعتبار ہی تو ہیں۔''

☆ جمشید اقبال:

''کتنا اچھا ہے؟ کتنا معیاری ہے؟ موجودہ انتخاب سے جانچا جا سکتا ہے کہ اُردو اُدب میں دلوں کی سیاہی کہاں کہاں اپنی تاریکیاں پھیلا رہی ہے اور کس کس کو بھوک و ناداری نے راتوں کو جاگنے اور تڑپنے پر مجبور کر دیا ہے۔موجودہ انتخاب، شخصیات کو اُدبی تاریخ میں محفوظ کرنے کا ایک ذریعہ بھی ہے اور غیر معروف شعراء کو متعارف کرانے کا پلیٹ فارم بھی۔اس انتخاب کے شائع ہوتے ہی گل بخشالوی صاحب نے نعتیہ انتخاب کا اعلان کر دیا ہے۔یہ اس بات کا ثبوت کہ موصوف، اپنے نبی علیہ السلام سے نہایت عقیدت رکھتے ہیں۔''

☆ عتیق الرحمٰن صفی:

''اُدب کے بے لوث خدمت گار، اُردو جانے پہچانے شاعر، ادیب اور بے باک صحافی محترم گل بخشالوی صاحب کی طرف سے چند دنوں کے وقفے سے دو کتابیں موصول ہوئیں۔پہلی کتاب گل بخشالوی صاحب کی تالیفی کتب کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے یہ کتاب غزل دستار کے نام سے شائع ہوئی ہے۔''

☆ پروفیسر توقید سید:

''جناب گل بخشالوی اُردو اُدب کی جو خدمات بجا لا رہے ہیں یہ انھی کا ہی خاصہ ہے اپنے نام کی مناسبت سے گلستان اُردو اُدب میں انواع اقسام کے گل بوٹے اگائے ہیں اور نہ صرف اگائے ہیں بل کہ مستقلاً ان کی آبیاری بھی کر رہے ہیں۔ایک کھاریاں میں رہنے والا اُردو اُدب کا شیدائی نہ صرف پاکستان میں بل کہ ساری دنیا میں اپنی تالیفات وتصنیفات کی اشاعت میں ایک مقام حاصل کر چکا ہے۔''

☆ شارق رشید:

''اعترافِ خدمت اُردو اُدب جب ہم پاکستان میں خدمتِ خلق کا ذکر کریں تو سب سے نمایاں جو ادارہ ذہن میں آتا ہے وہ ایدھی ٹرسٹ ہے۔ایک بہت بڑی اور منظم تنظیم مگر کیا ایدھی ٹرسٹ بغیر عبدالستار ایدھی کے ممکن

تھی یا ایدھی ٹرسٹ کا کوئی حوالہ عبدالستار ایدھی کے بغیر قابلِ اعتبار ہوگا؟ یقیناً نہیں یہی معاملہ قلم قافلہ پاکستان کا ہے۔اُردو اَدب کی ترقی اور ترویج میں انتھک مصروف۔"

☆ شاہ روم خان ولی

"اُردو زبان واَدب کے لیے یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ ادھر کچھ عرصے سے اُردو کے نئے ادیب اور قلم کار اپنی تحریروں سے اَدب کی دنیا میں شناخت بنا رہے ہیں۔اُردو کے زوال کا نوحہ پڑھنے والے تو بہت ہیں لیکن

اُردو زبان سے اپنی اٹوٹ وابستگی اور اس زبان میں لکھنے پڑھنے والوں میں نئی نسل کی شمولیت اُردو کے روشن مستقبل کی نوید سناتی ہے۔"

☆ مقبول ذکی مقبول:

"اُردو اَدب میں غزل ایک خاص مقام رکھتی ہے۔یہ ایک سدا بہار صنفِ شاعری ہے۔اس کے دامن میں انسانی زندگی کے تمام تر پہلو پائے جاتے ہیں۔رومانوی رنگ زیادہ نمایاں ہوتا ہے اور انسانی زندگی کو نکھار کر خوشبو پیدا کرتی ہے۔گل بخشالوی صاحب کی فن وشخصیت پر مختلف شخصیات کی آراء مضامین بھی شامل ہیں۔"

☆ ندیم اسلم:

"گل بخشالوی راقم کے بہت پیارے دوست ہیں۔میری دلی دُعا ہے کہ ان کے فن میں اور ان کے پن میں اور زیادہ نکھار تازگی اور جاذبیت نظر آئے، ہمہ وقت حرف وہنر میں محو گلستان اَدب کے اس پھول کا یہ علمی وادبی سفر تازہ دم رہے۔آمین"

☆ فوزیہ غزل:

" گل بخشالوی کی شاعری عہد رواں کی جاندار شاعری ہے ان کے تصور حسن وعشق میں لطافت و پاکیزگی، اخلاص، ایثار، ہجر زدگی اور غم والم کے عناصر نمایاں نظر آتے ہیں ان کی شاعری میں مختلف رنگوں کے عکس دکھائی دیتے ہیں۔

گل بخشالوی اپنے عہد کے منفرد لب ولہجہ کے باکمال شاعر، ممتاز کالم نگار، ادیب اور نقاد ہیں۔

وہ خوب صورت جذبوں، دلکش رنگوں، منفرد الفاظ، خوبصورت خیالات کے شاعر ہیں۔"

☆ سید صابر حسین شاہ:

''آپ نے شعروشاعری میں حمد،نعت،منقبت اور غزل کے کئی گلستان سجائے ہیں اور گلہائے رنگا رنگ کھلائے ہیں۔آپ خود گل بخشالوی ہیں اور ہمیشہ شعروشاعری کے گلستانوں میں گلہائے رنگارنگ کر کے گل باشی میں مصروف رہتے ہیں۔ ماشاء اللہ بہت خوب۔۔۔گل بخشالوی زندہ باد۔۔۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ،محمد مصطفیٰ کے طفیل آپ کے علم وقلم میں مزید جولانیاں اور روانیاں عطا فرمائے۔(آمین)

☆ نواز شاہی:

''جناب گل بخشالوی صاحب کا دائرہ شہرت وناموری سے علیحدہ ہو کر خاموشی اور دلجمعی کے ساتھ حتیٰ الامکان شاعروشاعرات کو بغیر کسی ذاتی مفاد،حرص وغرض کے ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا یقیناً زبان اُردو سے بے کراں محبت کی روشن دلیل ہے ۔موصوف آج بھی اپنی اس ادبی خدمات میں محووفنا ہیں۔''

☆ م،سرور پنڈولوی:

''انھیں اور بہت لمبی عمر عطاء کرے اور آسمانِ شعروادب پہ یونہی آب وتاب سے جگمگاتے رہیں اور نو آموز لکھاریوں کے لیے مشعلِ راہ بنے رہیں۔آمین''

گل بخشالوی نے ادبی دنیا میں گل بخشے ہیں۔ان کی خوشبو ایک ہی سی ہے۔ان کو یکجا کرنے کے لیے اُنھوں نے جس محنت شاقہ اور عرق ریزی سے کام لیا ہے وہ قابل دید اور قابل تقلید ہے۔وہ اَدب کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والوں میں سے ہیں۔''معراجِ سخن'' کی اشاعت پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

☆☆☆☆

دعائے خیر نصیب شاد باد ،، آصف ثاقب،(بوئی ہزارہ)

نعت انتخاب معراجِ سخن نے دلدارگی کا وہ سماں باندھا ہے کہ فلک بدیدۂ انجم گراں ہے، انتخاب میں برصغیر کے عقیدت نگاروں نے حضرت محمد مصطفیٰ ؐ سے دلی وابستگی کو دل ربا جلوہ دیا ہے۔معراجِ سخن،سخن کی معراج تو ہے اس میں سوز ،خونِ جگر میں لہریں لے رہا ہے عقیدت ہوش مندی کے جملے دل پذیر اسباب جمع کئے ہوئے ہوئے ہے۔'' باخدا دیوانہ باش با محمدؐ ہوشیار'' معراجِ سخن ،جہاں جہاں گئی وہاں وہاں عقیدت مند سخن

ہستی کے مناظر پیدا ہوئے،،لڈوٹوٹتا ہے تو بھورا بھورا سبھی کو پہنچتا ہے۔میں نے انتخاب معراجِ سخن کا مطالعہ خاطر جمعی سے کیا اور بار بار کیا، دل پکڑ کے بیٹھا ہوں ،آنکھوں سے آنسوؤں کا باران جاری ہے، خدا توفیق دے اس دفترِ فرخندہ پیام نے اللہ تعالیٰ کے ذکرِ مدینے کی فکر اور مدینے والےؐ کی یاد سے مالا مال کر دیا ہے، اس اکیلے پن میں معراجِ سخن کا نعتیہ کلام ہی میرے سر دھرا ہے، یہ سہارا زندگی کا تحفہ ہے شدتِ جذبات کا اثر آثار دل میں گھر کر رہا ہے۔نعتیہ کلام کی جاگتی جوت دل کو بڑھاوا دے رہی ہے۔خیال کو استحکام دے رہی ہے برصغیر کے شاعروں کے نعتیہ کلام کو کتابی صورت دینے کا جو سلسلہ گل بخشالوی نے شروع کیا ہے اس کی فضیلت کوئی دل والا ہی جانتا ہے، معراجِ سخن کو سب نے پسند کیا ہوگا سر آنکھوں پر لیا ہوگا، میری محبت کو پریم ناتھ بسمل کی نعت سے بہت شدت ملی۔بسمل کے کلام سے دو شعر دیکھئے

مدینے کے سپنے سجانے لگے ہیں زمانے کے غم ہم بھلانے لگے ہیں

ہمیں ناز ہے اپنی قسمت پہ بسمل گلے ہم کو آقا لگانے لگے ہیں

میری طرف سے پریم ناتھ بسمل کا شکریہ ادا کریں انہوں نے اپنی نعت سے اس محفل کی سیر کرا دی جہاں کوئی بیر نہیں، کوئی ضد نہیں کوئی غیر نہیں، آج کے دور میں ایسے سامان پیدا ہو جائیں تو اور کیا چاہیے۔ انتخاب کی سب نعتیں اپنی اپنی جگہ محترم اور معتبر ہیں۔ہر نعت میں احترام واعتبار کی تاثیر ہے اس انتخاب میں ہر نعت گو، وہ جہاں کا بھی ہو، اظہار عقیدت میں سرخ رو ہوا ہے۔آخر پر میں سب کے لئے دعا کرتا ہوں، مجموعۂ آئندہ میں ان کا انتظار رہے گا

اگست ۲۰۲۲ء

☆☆☆☆

راحت سرحدی (راولپنڈی)

عراجِ سخن" اپنے تمام تر عروج ظرف کشادہ کے ساتھ طلوع ہوا۔اور آپ کی محبتِ شاقہ وادب دوستی وادب نوازی اور مجھ غریب سے آپ کی محبت کا تحفہ ء نایاب بشکلِ نعت انتخاب 2022 مِلا۔آپ کی اس بے لوث وبے لاگ بندہ پروری کا شکریہ شاید ادا ہی نہیں کیا جا سکتا اور وہ بھی اس دورِ نفسانفسی جہاں کسی کو اپنے سوا کچھ نظر نہیں آتا اس بحرانِ انسانیت و معاش معاشرت میں بھی" جہاد بلقلم فی سبیل اللہ" کا پرچم تھامے جس شانِ قلندری سے آپ خدمتِ ادب کر رہے ہیں اس کی مثال نہیں ملتی اللہ آپ کو اس کی جزا دے ہم تو صرف دعا دے

سکتے ہیں یا حوصلہ۔آپ کی بے شمار محبتوں کا ممنونِ ومقروض ہوں اگست ۲۰۲۲

☆☆☆☆

محسن باعشن، حسرت (کلکتہ بھارت)

"معراجِ سخن" کی "پی ڈی ایف کے لئے تہہ دل سے ممنون ومشکور ہوں، مجھے اس کی اشاعت کا علم نہیں تھا ورنہ میں بھی شامل ہو جاتا، آپ اردو ادب کی جس طرح خدمت کر رہے ہیں وہ اگر تحریر کرنے جاؤں تو الفاظ کم پڑ جائیں گے، آپ کی ادبی خدمات کی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہوگا، مؤرخ جب ادب کی تاریخ لکھے گا تو آپ کا نام سنہرے حرفوں میں لکھے گا قلم قافلہ سے متعلق میرے تاثرات کو مبالغہ آرائی نہیں، ادب نواز یقیناً میری تائید کریں گے۔ جو لوگ بغیر کسی لالچ کے ہر کام کو خلوصِ دل سے انجام دیا کرتے ہیں۔ اللہ ان کا مددگار رہتا ہے۔ جولائی ۲۰۲۲ء

☆☆☆☆

غضفر عباس قیصر فاروقی

ماشا اللہ۔نہایت عمدہ۔بیشک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنے مداحوں کے کلام کو یکجا کر کے اس آب و تاب سے شائع کر کے آپ نیا پنی بخشش وشفاعت کا اہتمام کر لیا ہے۔اللہ تعالی کریم ورحیم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اسے قبول فرمائیں۔آپ جانتے ہیں کہ میں ہمیشہ اپنے دل کی بات کہتا ہوں، خوشامد نہیں کرتا۔اور میرے دل کی آواز یہ ہے کہ دور حاضر میں آپ سے بڑا تو کیا آپ جیسا بھی کوئی علم وادب اور بالخصوص اردو زبان کی خدمت کرنے والا اور کوئی نہیں۔میں سوائے دعاؤں کے آپ کو کچھ پیش نہیں کر سکتا۔مگر میں ذاتی تعلقات میں آپ، اور آپ کی محترمہ بیگم صاحبہ کی محبت اور خلوص اور آپ کی سچائی اور حوصلے کو خراج تحسین پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔سدا سلامت رہیں اور خوش رہیں۔ ایک بہادر پٹھان اور ایک سچے پاکستانی اور ایک کھرے انسان کی دوستی میرے لئے باعث فخر ہے۔اللہ کریم اس تعلق کو قائم رکھے۔عید کے بعد کتابیں منگوانے کا بندوبست کرتا ہوں

☆☆☆☆

☆☆☆☆

خدمت اردو میں گل بخشالوی ہیں روز و شب
کہتے اپنے آپ کو ہیں خادم اردو ادب
قافلہ ہے جو قلم کا ، اس کے وہ سردار ہیں
قصر ہے اردو ادب کا جس کے وہ معمار ہیں
شائع کرتے ہیں ہمیشہ وہ غزل کا انتخاب
انتخاب حمد خالق اور نعت آں جناب (ص)
وہ کتابیں دے رہے ہیں سب کو قیمت کے بغیر
کام یہ کیسے چلے ان کی سخاوت کے بغیر ؟
بھائی گل بخشالوی کے کارنامے بے مثال
خدمت اردو ادب میں ان کے گزرے ماہ و سال
اے مرے رب ! بھائی گل کو کر عطا عمر طویل
ان کے دم سے پھیل جائے خوشبوئے فکر جمیل
پھول کی ہے یہ دعا در گلشن شعر و ادب
بھائی گل بخشالوی ہوں اوج اردو کا سبب

(تنویر پھول،امریکہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

" قلم قافلہ " کا ادبی سفر: قافلہ سالار جناب گل بخشالوی

برادرم گل بخشالوی صاحب " قلم قافلہ " کے ادبی سفر میں میر کارواں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ اردو زبان وادب کی خدمت میں دل وجان سے پیش پیش ہیں اور شب وروز اپنی انتھک کوششوں میں مصروف رہتے ہیں جس کے نتیجے میں ان کے تحریری کارنامے منظر عام پر آتے رہتے ہیں۔ وہ " قلم قافلہ ادب چینل " کے پروگرام یوٹیوب پر بھی پیش کر رہے ہیں۔ وہ باقاعدگی سے تقریباً ہر سال حمدیہ انتخاب، نعتیہ انتخاب اور غزلیہ انتخاب شائع کر رہے ہیں جس کی وہ کوئی قیمت وصول نہیں کرتے اور تمام اخراجات اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں جو اردو زبان وادب سے ان کی گہری محبت کا ثبوت ہے۔ حال ہی میں نعتیہ انتخاب " معراجِ سخن " منظر عام پر آیا ہے اور غزلوں کا انتخاب " جانِ تغزل " عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ اس سے پہلے " غزل دستار "، " رحمان ورحیم " (حمدیہ انتخاب)، " حاضری " (نعتیہ انتخاب)، " سوچ رت "، " غزل خوشبو "، " نظم آراستہ "، " سخنوران جہاں "، " غزل محفل " وغیرہ منظر عام پر آکر خراجِ تحسین وصول کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ بھائی گل بخشالوی صاحب کو صحت اور تندرستی کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائے تاکہ وہ اسی طرح اردو زبان وادب کی خدمت کا فریضہ بحسن وخوبی سرانجام دیتے رہیں، آمین ثم آمین۔ آخر میں ان کی نذر ایک قطعہ:

یہ قلم کا قافلہ ، وہ قافلہ سالار ہیں
بھائی گل بخشالوی کرتے ہیں محنت روز و شب
چھاپتے ہیں حمد کا ، نعت و غزل کا انتخاب
کام ان کا پھول ! پیہم خدمت اردو ادب

(تنویر پھول، نیویارک:امریکہ)

نام۔سبحان الدین قلمی نام: گل بخشالوی
پیدائش 30 مئی 1952، مادری زبان پشتو، شاعر کالم نگار ادب دوست،
گاؤں بخشالی ضلع مردان، خیبر پختونخواہ ،،، مقیم کھاریاں شہر ضلع گجرات پنجاب،
ناظم اعلیٰ قلم قافلہ کھاریاں (1984ء)
تحقیقی مقالہ برائے ایم فل اُردو، گل بخشالوی کی ادبی خدمات 2017ء مقالہ نگار پروفیسر محمد سلیم سندھو

تصانیف و تالیفات

O حمد و نعت O گلزارِ محمدؐ O حیاتِ طیبہؐ (منظوم) گلستانِ نعتؐ O مراقبیلہ محمدی ہے

O تبدیلی (نظم منظوم) O چراغ سرِ دیوار (مجموعہ نظم) O قلزمِ خون (مجموعہ غزل) O ادھورے خواب (مجموعہ غزل)

O سوات کی سوغات (نقش احساس) O جو ہم پہ گذری (کہانیاں)

O انتخاب. حمد و نعت ۔۔ O خدائے محمدؐ (حمد) O بزمِ رسالتؐ O دربارِ رسالتؐ O گلزارِ مصطفیٰ

O حاضری، حضوؐر کے حضور O رحمان و رحیم (حمد) 2021)

O انتخاب نظم و غزل O سوچ رت، (1984) سوچ رت (2002) سوچ رت (2016) غزل خوشبو (2018)

نظم آراستہ (2019) سخنورانِ جہاں (2019) غزل محفل (2020) غزل دستار (2021) جانِ تغزل (2022)

بے نظیر قیادت (مزاحمتی ادب) O تم کب تک بھٹو مارو گے (مزاحمتی ادب) O حضرت خواجہ محمد معصومؒ (مضامین)

O سفرنامے O دیارِ نبی O منڈیلا کے دیس میں O جا دیکھا تیرا امریکہ O پاکستان سے پاکستان تک

O اہل قلم کی نظر میں

O ڈاکٹر وزیر آغا O پروفیسر پریشان خٹک O مزدور شاعر تنویر سپرا O میاں جمیل صدیقی O گل بخشالوی

زیرِ اہتمام

قلم قافلہ کھاریاں (پاکستان)

رابطہ: 0302-5892786
Gulbakhshalvi@gmail.com